Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۷۹

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

(یعنی)

رسالہ ریویو آف ریلیجنز

ایڈیٹر قاضی ظہور الدین۔ اکمل

جلد ۲۱	اگست سنہ ۱۹۲۲ء	ذی الحج سنہ ۱۳۴۰ھ	نمبر ۸

فہرست مضامین

اسلام پر ایک عیسائی کے تین اعتراضوں کا جواب	۲۸۳ — ۳۰۰	حضرت خلیفہ اول سید نور الدین رضی اللہ عنہ
ایک سوال عیسائیوں سے	۳۰۱ — ۳۰۴	احمدی مہاجر
آریوں کے اعتراض کا جواب	۳۰۴ — ۳۰۷	مولوی عبد الحی صاحب عتیق حیدرآباد دکن
ویدوں میں لاثانی ہستی گائے	۳۰۸ — ۳۰۹	منشی فضل حسین صاحب احمدی مہاجر
تبلیغ قرآن	۳۱۰ — ۳۱۴	صوفی کرم الٰہی صاحب ڈنگہ
دیوسماج اور ہم / کثیر الازدواجی / بیٹا کرواؤ بیوی	۳۱۶ — ۳۲۲	اکمل
الو اعظا کمیشن کی رود بیانی	۳۲۳ — ۳۳۰	مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وی پی واپس کرنیوالے

سابق خریداران تشحیذ حال ریویو کے نام ماہ جولائی کا رسالہ وی پی کیا گیا تھا۔ دو تہائی وی پی واپس آگئے حالانکہ ان میں سے بہت سے وہ بزرگ ہیں جنہوں نے دو دو سالوں سے چندہ نہیں دیا۔ یہ بزرگ توسیع اشاعت تو کیا کرینگے۔ رسالہ کو نقصان پہنچا رہے ہیں ۔

اب یہ پرچہ ان خریداران ریویو کے نام وی پی ہوگا جنہوں نے تاحال ۱۹۲۳ء کی قیمت سالانہ نہیں دی دیکھئے یہ بزرگ کیا سلوک کرتے ہیں ۔

چاندی کی متبرک انگوٹھیاں

خالص چاندی کی اِن دلفریب۔ خوشنما عجیب اور متبرک انگوٹھیوں کے چھوٹے سے ہشت پہلو سرخ یا سبز یا نیلے نگینے پر تمام سورۃ قل ھو اللہ شریف سنہری یا سفید پختہ حروف میں اتنی خوشنما اور اتنی باریک لکھی ہوئی (کندہ) ہے کہ دیکھ کر حیرت ہو جاتی ہے۔ اس سے پہلے آپ نے ایسا نفیس اور متبرک تحفہ کبھی دیکھا ہوگا۔ منگائیں اور کمال کی داد دیں۔ اشتہار کے مطابق نہ ہوتے پر بلا تامل واپس کر کے مع محصول اپنی قیمت منگالیں۔ قیمت فی عدد دو روپے اپنا نام بھی ساتھ لکھوائیں تو دو روپے چار آنے۔

اسی قسم کی کلمہ طیبہ یا آیت کریمہ یا نصر من اللہ و فتح قریب یا اللہ اکبر یا الیس اللہ بکاف عبدہٗ یا حسبی اللہ و نعم الوکیل یا سلام قولا من رب الرحیم تحریر شدہ انگوٹھیوں میں سے ہر ایک کا ہدیہ عہ مع نام عہ ہے۔ محصول بذمہ خریدار فرمائش بھیجیں اور رسالہ کا حوالہ ضرور دیں۔ پتہ :- مینیجر کارخانہ متبرک انگوٹھی۔ پانی پت ضلع کرنال۔ گوجران سٹریٹ۔

سنگ مرمر کا کام | سنگ مرمر کا فرش۔ میز کے تختے۔ فوارے۔ مسجد کا ممبر۔ حوض۔ قبریں۔ ہر قسم کی یادگاری چھتری۔ کتبہ۔ ہر زبان میں کندہ کیے جاتے ہیں۔ دروازہ کی چوکھٹ اور ہر قسم کی جالی اور عمارتی کام مسجد وغیرہ کا بہت سستا کیا جاتا ہے تخمینہ مفت - ماربل کمپنی۔ مکرانہ۔ مارواڑ

اشتہار دینے والوں کیلئے عمدہ موقعہ

ریویو آف ریلیجنز قادیان دارالامان سے شائع ہونیوالے تمام اخباروں رسالوں سے زیادہ شائع ہوتا ہے اس رسالے کے فائل نہایت محفوظ رکھے جاتے ہیں۔

	صفحہ	اجرت	نصف صفحہ	اجرت
۱۲ بار	۱	۴۰ روپے	″	۲۲ روپے
۶ بار	″	۲۲ ″	″	۱۲ روپے
۳ بار	″	۱۲ ″	″	۷ روپے
۱ بار	″	۴½ روپے	″	۳½ روپے
فی سطر [illegible]	ضمیمہ دو صفحے	مقطع	۱۲ عہ	

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اسلام پر ایک عیسائی کے تین اعتراضوں کا جواب

اعتراض اوّل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی نبوت اور قرآن مجید کے کلام اللہ ہونے پر متشکی ہونا جیسا سورۂ بقرہ اور سورۂ انعام میں درج ہے فَلَا تَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُمۡتَرِیۡنَ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دل میں یقین جانتے تھے کہ وہ پیغمبر خدا نہیں اگر وہ پیغمبر خدا ہوتے یا انہوں نے کبھی بھی کوئی معجزہ کیا ہوتا یا معراج ہوا ہوتا یا جبرئیل علیہ السلام قرآن مجید لائے ہوتے تو وہ کبھی اپنی نبوت پر متشکی نہ ہوتے اس سے انکا قرآن مجید پر اور اپنی نبوت پر متشکی ہونا صاف صاف ثابت ہوتا ہے اور نہ وہ رسول اللہ ہیں

جواب - ہادئ اسلام - خیر خواہ کافۂ انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی رسالت اور نبوت پر اپنی صداقت اور کامیابی پر پورا الیقین اور پرلے درجہ کا علم و اعتقاد تھا۔ کبھی کسی قسم کا تردد و شک حضور علیہ السلام کے قلب مطہّر اور منشرح پر نہیں آیا۔ آپ کا کیا ذکر آپ کے ساتھ والے اور میرے جیسے اتباع بھی آپ کی صداقت اور نبوت پر اعلیٰ درجہ کا یقین رکھتے ہیں ؛

پہلی دلیل - هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ سورۃ یوسف رکوع نمبر ۱۲ - یہی میری راہ ہے بلاتا ہوں اللہ[1] کی طرف پرلے درجہ کی سمجھ اور بوجہ پر میں اور میرے ساتھ والے بھی ایسے ہیں۔ اور ہر برائی اور نقص سے پاک ہے اللہ۔ اور میں اللہ کے ساتھ کسی امر میں کبھی کسی مخلوق کو ساجھی سمجھنے والا نہیں ؛

دوسری دلیل - قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ۔ پ ۷ بیشک و شبہ میں اعلیٰ درجہ کے کھلے نشان اپنی راستی اور صداقت پر اپنے رب کی طرف سے رکھتا ہوں اور تم اس راستی کی تکذیب کر چکے۔ میری تکذیب کے بدلہ عذاب

---

[1] اللہ قرآنی محاورہ میں ایسی ذات پاک کا نام ہے جو ہر ایک کامل صفت سے موصوف اور ہر ایک برائی سے منزہ ہو۔ نورالدین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تم پر آنیوالا ہے تم چاہتے ہو وہ عذاب تم پر جلد آجاوے سو اس عذاب کا تم پر لانا میرے قبضہ قدرت میں نہیں اللہ کے سوا کسی کی حکومت نہیں۔ مگر یاد رکھو۔ منکر دکھ پاوینگے۔ اللہ ظاہر کرتا رہیگا۔ اس حق کو جو بیان ہو رہا ہے اور بیشک رب وہ (اللہ تعالیٰ) ہے بہت ہی بڑا جھوٹ اور سچ میں فیصلہ کرنیوالا جھوٹے کو ذلیل سچے کو فتحمند کریگا ٭

تیسری دلیل قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ دِیْنًا قِیَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا بیشک رب مجھے راہ بتائی میرے ربنے سیدھی راہ۔ ٹھیک اور درست دین کی جس کا نام ابراہیمی دین ہے (اسلام) ایک طرف کا دین ہر طرح کے شرک سے بالکل پاک۔

چوتھی دلیل۔ الٓمّٓ۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ۔ یہ سورۃ جس کا نام الم ہے وہ کتاب ہے جسکے اتارنے کا موسیٰ علیہ السلام کی کتاب استثناء کے باب ۱۸ میں وعدہ ہو چکا ہے اس میں شک و ریب کی جگہ نہیں ہے

پانچویں دلیل۔ اِنَّاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَیْكُمْ كَمَاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا فَكَیْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ۔ بیشک رب ہم نے (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) تمہاری طرف بھیجا ہے عظمت والا رسول نگران تم پر۔ اور یہ رسول اس رسول کی مانند ہے جس کو ہم نے فرعون کے پاس بھیجا۔ منکرو! بتلاؤ تو تم کیسے بچوگے عذاب سے اگر تم نے اس رسول کا انکار کیا یعنی اگر فرعون موسیٰ علیہ السلام کے انکار سے سزایاب ہوا۔ تو تم منکرو! کیونکر بچ سکتے ہو ٭ یہ آیت شریف کتاب استثنا کے باب ۱۸ کی طرف راہنمائی فرماتی ہے ٭

غرض اسی طرح کی بہت آیات قرآن کریم میں موجود ہیں۔ اور ان آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے حضور علیہ السلام کو اپنی رسالت۔ نبوت۔ راستی۔ اور راستبازی پر پورا اور اعلیٰ درجہ کا یقین تھا ٭ اور اولڈ ٹیسٹمنٹ اور نیو ٹیسٹمنٹ کے ماننے والا بعد انصاف ہرگز انکار نہیں کر سکتا کیونکہ استثناء ۱۸ باب ۱۸ میں اور اعمال ۳ باب میں صاف لکھا ہے کہ ایک نبی موسیٰ علیہ السلام کی مانند آنیوالا ہے اور توریت میں یہ بھی لکھا ہے کہ جھوٹا نبی جو از راہ کذب و افترا اپنے آپ کو موسیٰ علیہ السلام کی مانند کہے مارا جاویگا ٭

حضور (فداہ ابی و امی) امی عرب نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مانند رسول ہونے کا دعویٰ فرمایا جیسا گذرا۔ اور آیت شریف وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ جس کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ تجھے لوگوں سے بچالیگا پڑھ کر پہرہ اور حفاظت کو بھی دور کر دیا۔ مدینہ کے یہود اور عیسائی قوم کو صاف صاف سنا دیا کہ میں قتل نہ کیا جاؤنگا۔ اور اللہ کے فضل سے قتل سے بچ رہے صلی اللہ علیہ وسلم ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عیسائی صاحبان! اگر نبی عرب اس دعوئے نبوت میں د اور نبوت کا بھی وہ دعویٰ جو کہ اَرْسَلْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا فرما کر استثنا باب ۱۸ اور اعمال ۳ باب والا دعویٰ ہے۔ اور بالکل ظاہر ہے کہ نبی عرب قتل نہیں کیئے گئے) کاذب ہیں (معاذ اللہ) تو توریت کتاب مقدس نہیں بلکہ بالکل غلط اور کذب ہے۔ کیونکہ کتاب استثناء کے ۱۸ باب ۱۸ میں لکھا ہے جھوٹا نبی مارا جاویگا۔ لاکن توریت شریف اگر الہام الٰہی سے ہے اور سچ۔ تو ہمارے ہادی صلی اللہ علیہ وسلم سچے رسول اور فی نفس الامر استثناء ۱۸ باب والے رسول ہیں ؛

اسی واسطے۔ قرآن کریم بار بار حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ اور اپنے آپ کو مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ فرماتا ہے۔ کیا معنی قرآن کریم اور نبی عرب نے اپنے ظہور .. .. اور حفاظت اور قتل سے بچ کر توریت کو سچا کر دکھایا ؛

اب آگے سنو! قرآن کریم نے دعویٰ فرمایا ہے "قرآن میں اختلاف نہیں ؛

وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا قرآن کریم اگر اللہ تعالیٰ کا کلام نہ ہوتا تو اس میں ضرور اختلاف ہوتا اور بہت اختلاف ہوتا۔ کیونکہ اختلاف دو طرح کا ہو سکتا ہے ؛

اوّل یہ کہ قرآن کریم کے مضامین کی قانون قدرت تکذیب کرے اور قرآنی مطالب الٰہی انتظام اور فطری قوانین کے مخالف ہوں۔ یا ہمارے فطری قوےٰ انکو برداشت نہ کر سکیں ؛

دوسری صورت اختلاف کی یہ ہے۔ قرآنی مضامین باہم متعارض ہوں ؛

غور کرو! اَن پڑھ عرب کے اَن پڑھ عربی نے (اَللّٰهُمَّ فَسِّحْ عَنِّیْ مَا اَسْاَلُکُمْ) یہ قرآن لوگوں کو سُنایا۔ پھر تیرہ سو برس کی سر توڑ نیچرل فلاسفی کی تحقیقات نے حضرت قرآن کلام الرحمٰن کے کسی مضمون کو یقینی طور پر نہ جھٹلایا۔ اور اس تجربہ سے یقین ہو گیا۔ کہ آئندہ بھی کبھی نہ جھٹلائے گی ؛

دوسری صورت اختلاف کی نسبت عرض ہے۔ قرآن کریم تیئیس برس میں لوگوں کو سُنایا گیا۔ اور اس مدت دراز میں حضور علیہ السلام کبھی تن تنہا ہیں اور کبھی ہزاروں ہزار خدّام پر حکمران کبھی دشمنوں پر حملہ آور اور کبھی احباب کے درمیان۔ گاہے گھر میں بی بیوں سے معاشرت کسی وقت اعداء سے مباحثہ۔ کبھی عرب کی بے دین اور جاہل قوم سے مکالمہ اور کبھی نصاریٰ اور یہود کے علماء سے مناظرہ۔ ایک وقت فقر ہے اور دوسرے وقت غنی وغیرہ وغیرہ ؛

ایسی مختلف حالتوں میں۔ کمزور انسان کے خیالات ہرگز ہرگز یکساں نہیں رہ سکتے انہیں تغیر اور اختلاف ضرور آجاتا ہے۔ مگر قرآن مجید میں کوئی اختلاف نہیں باآنکہ تیئیس برس اور مختلف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حالتوں میں اُترا ؞

اور قرآن مجید نے اپنی صفت میں یہ بھی فرمایا ہے کتاباً متشابھاً جب میں نے قرآن مجید سے ثابت کر دیا۔ کہ نہ تو حضور علیہ السلام کو کوئی شک و شبہ ہے اور نہ قرآن میں اختلاف۔ تو اب سائل کے سوال پر توجہ کرتا ہوں کیوں؟ اس لئے کہ مجھ کو کتاب مجید اور فرقان حمید سے جیسے گذرا ثابت ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یقین کے اعلیٰ درجہ پر تھے اور قرآن میں اختلاف نہیں پھر سائل کہتا ہے کہ قرآن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہادی اسلام متشکک تھے۔ بڑی دلیل سائل کی سورہ بقرہ کی آیت ذیل ہے:۔ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ۔

سو اس کا پہلا جواب یہ ہے لَا تَكُوْنَنَّ نفی کا صیغہ ہے نہ نہی کا اور تاکید کے واسطے نون مشدد اس کے آخر زیادہ کیا گیا تو لَا تَكُوْنَنَّ ہو گیا۔ مشدد نون ماضی اور حال پر نہیں آسکتا پس لَا تَكُوْنَنَّ استقبال کا صیغہ ہوگا۔ اب اس تحقیق پر آیت کے یہ معنے ہونگے:۔ یہ حق ہے تیری رب کی طرف سے (چونکہ الٰہی الہام اور دلائل سے یہ حق ثابت ہو گیا) تو تو کبھی شک والوں میں سے نہ ہوگا ؞

دوسرا جواب۔ ہم نے مانا لَا تَكُوْنَنَّ نفی نہیں۔ نہی کا صیغہ ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں نہی دو قسم ہوتی ہے۔ ایک طلب ترک فعل۔ دوم طلب عدم فعل۔ سائل کا اعتراض اس صورت میں ہے کہ یہاں نہی کو بغرض طلب ترک فعل لیا جاوے۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ مخاطب فعل شک کو ترک کر دیوے۔ مگر ہم کہتے ہیں یہاں شک معدوم ہے۔ اور نہی کا منشاء یہ ہے کہ جیسے شک معدوم ہے آیندہ بھی معدوم رہے ؞

تیسرا جواب۔ سائل! یہاں آیت فَلَا تَكُوْنَنَّ میں ایسا کونسا امر ہے جس کے باعث ہم کو خواہ مخواہ ماننا پڑے کہ لَا تَكُوْنَنَّ کے مخاطب ہادی اسلام ہی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہم کہہ سکتے ہیں بدلائل مذکورہ سابقہ حضور علیہ السلام کو اپنی رسالت پر یقین تھا اور قرآن کریم میں اختلاف نہیں؛ اس لئے ثابت ہوا۔ لَا تَكُوْنَنَّ کا مخاطب کوئی متردد اور شک کرنے والا آدمی ہے۔ نہ حضور علیہ السلام ؞

چوتھا جواب۔ ہم نے مانا۔ اس جملہ لَا تَكُوْنَنَّ کے مخاطب ہمارے پاک ہادی علیہ السلام ہیں مگر عبری اور عربی کا طرز کلام باہم قریب قریب ہے۔ اور کتب مقدسہ کا غیر محرف حصہ اور قرآن کریم دونو ایک ہی متکلم کے کلمات ہیں۔ اور دونو ایک ہی مخرج سے نکلے ہیں اور دونو کا محاورہ ہے کہ اعلیٰ مورث کو مخاطب کیا جاتا ہے اور مراد اس مورث کی قوم ہوتی ہے کسی کو خطاب کرتی ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور کسی دوسرے کو مقصود یا مخاطب رکھتے ہیں +

دیکھو یرمیا - ہائے کہ وہ دن بڑا ہے یہاں تک کہ اسکی مانند کوئی نہیں وہ یعقوب کی مصیبت کا وقت ہے - یرمیا ۳۰ باب ۷ -۱۰- اے میرے بندہ یعقوب ہراساں مت ہو - یرمیا ۴۶ باب ۲۸ - خداوند کا یہودہ کے ساتھ بھی ایک جھگڑا ہے اور یعقوب کو جیسے اسکی روشیں ہیں ویسی سزا دیگا - ہوسیع ۱۲ باب ۲ -

دلاوری سے لبالب ہوں کہ یعقوب کو اس کا گناہ اور اسرائیل کو اس کی خطا جتا دوں میکہ ۳ باب ۸ یعقوب کی رونق کو اسرائیل کی رونق کی مانند پھر بحال کریگا ۔ ناحوم ۲ باب ۲ - اے کرازین (یہ ایک گاؤں کا نام ہے جو افسوس اور ملامت کے قابل نہیں) تجھ پر افسوس ہے اے بیت صیدا (یہ بھی گاؤں ہے) تجھ پر افسوس متی ۱۱ باب ۲۱ - اے یروشلم اے یروشلم (یہ بیت المقدس ہے) جو نبیوں کو مار ڈالتی ہے متی ۲۳ باب ۳۷ - ایسی صدہا کتب مقدسہ صدہا جگہ دیکھ لو - اب اس طرح کے محاورات قرآن کریم سے سنو۔

(۱) یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ (۲) یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰہَ وَلَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا - (۳) وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ مِنْ رُّسُلِنَا

"(۱) اے نبی! جب تم لوگو! عورتوں کو طلاق دو (۲) اے نبی خدا سے ڈر اور کفار کی فرمانبرداری اور منافقوں کی اطاعت مت کر بیشک اللہ تعالیٰ جو کچھ تم (عام لوگوں کو خطاب) کرتے ہو اس پر خبردار ہے ۔ (۳) پوچھ ان رسولوں سے جو تجھ سے پہلے گذرے +

ان مقامات میں دیکھ لو یا کے لفظ سے مخاطب کون ہے ۔ اور طَلَّقْتُمْ سے کون (النَّبِیّ کے لفظ میں مخاطب کون اور تَعْمَلُوْنَ کے لفظ سے کون معلوم ہوتا ہے) ۔ من سے مراد کون ہے اور قَبْلَكَ کس کا پتہ دیتا ہے +

پانچواں جواب ۔ میں نے مانا لَا تَکُوْنَنَّ نہی کا صیغہ ہے اور نہی بھی بمعنی طلب ترک ہے ۔ اور یہاں مخاطب بھی سرور کائنات اور مفخر موجودات ہیں صلی اللہ علیہ وسلم ۔ اور مراد بھی وہی ہیں مگر میں کہتا ہوں جب لَا تَکُوْنَنَّ نہی کے صیغہ پر نون مشددہ تاکید کے لئے آیا ۔ اور نون تاکید مشددہ ماضی اور حال پر ہرگز آتا نہیں ۔ جس فعل پر آتا ہے اس کو استقبالی فعل کر دیتا ہے پس لَا تَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ کے معنی یہ ہونگے کہ +

"اے محمد تو زمانہ ماضی اور حال میں شک کرنیوالا نہیں رہا ۔ اب آگے زمانہ استقبال میں بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

متردد اور متشکک نہ رہیو۔ گویا یہ الٰہی دعا ہے جو یقیناً قبول ہے یا جس حالت میں تیری جبلت ہی ایسی تعلیم پر تردد والی نہیں تو اب تو میرے مطالب دلائل سے مدلل ہو چکے ۔

چھٹا جواب ۔ مَیں نے بفرض محال مان لیا تردد واقع ہوا تو کیا ایسا تردد حسب مسلمات عیسائیوں کے نبوت کے عہدہ سے معزول کر سکتا ہے؟ ہرگز ہرگز نہیں موسیٰ علیہ السلام کی توریت کتاب خروج اور کتاب قاضی موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی نجات کیلئے منتخب فرمایا۔ تو حضرت موسیٰ فرماتے ہیں۔ مَیں کون ہوں جو فرعون کے پاس جاؤں اور بنی اسرائیل کو مصر سے نکالوں۔ خروج ۳ باب ۱۱۔ پھر موسیٰ علیہ السلام لگے عذر کرنے کہ مَیں اچھی طرح بول نہیں سکتا اور پھر اللہ تعالیٰ نے بتاکید کہا۔ کہ تُو جا مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ پھر اپنی کمزوری پر ان سب باتوں پر بقول عیسائیوں کے اطمینان نہ ہوا تو عرض کیا کسی اور کو مصر میں بھیج تب باری تعالیٰ "موجودہ توریت کہتی ہے" کا غصہ موسیٰ پر بھڑکا۔ دیکھو تب خداوند کا غصہ موسیٰ پر بھڑکا خروج ۴ باب ۱۴۔ اور جدعون نے جو کچھ کیا ہے۔ وہ کتاب قاضی ۶ باب ۳۶۔۔۴۰ ورس سے ظاہر ہے کیسے امتحانات کرتا رہا۔ ذرا منصف عیسائی اس پر پھر غور کریں ۔

اعتراض دوم ۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہوتے تو اس وقت کے سوالوں کے جواب میں لاچار ہو کر یہ نہ کہتے کہ خدا کو معلوم یعنی مجھ کو معلوم نہیں اور اصحاب کہف کی بابت ان کی تعداد میں غلط بیانی نہ کرتے اور یہ نہ کہتے کہ سورج چشمہ دلدل میں چھپتا ہے یا غرق ہوتا ہے حالانکہ سورج زمین سے دو کروڑ حصہ بڑا ہے وہ کس طرح دلدل میں چھپ سکتا ہے؟

جواب ۔ مَیں نے قرآن کریم کو اس سوال کے خیال پر بہت بار دیکھا۔ مگر باہمہ تامل و تفکر مجھے کچھ معلوم نہ ہوا کہ سائل نے قرآن مجید کی کونسی آیت سے ایسا سوال نکالا۔ خاکسار سائل کے سوال کو بغرض سہولت بیان تین حصوں پر تقسیم کرتا ہے ۔

حصہ اوّل سوال کا یہ ہے۔ اگر محمد پیغمبر ہوتے تو اس وقت کے سوالوں کے جواب میں لاچار ہو کر یہ نہ کہتے کہ خدا کو معلوم ہے یعنی مجھے معلوم نہیں ۔

خاکسار عرض پرداز ہے۔ مخالف اور موافق لوگوں نے حضور علیہ السلام سے جسقدر سوال کیئے اُن کا جواب اگر ممکن تھا تو حضور علیہ السلام نے ضرور دیا ہے۔ قرآن میں حسب ذیل سوالات کا تذکرہ موجود ہے منصف غور کریں۔ اوّل رمضان کے مہینہ اور روزوں کے چاند کا تذکرہ جب قرآن کریم نے کیا تو لوگوں نے رمضان کے اور اور چاندوں کا حال دریافت کیا جیسے قرآن کہتا ہے۔ اور ماہ رمضان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے تذکرہ کے بعد اس سوال کا تذکرہ کرتا ہے۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجّ۔ پوچھتے ہیں تجھ سے رمضان کے سوا اور چاندوں کا حال یعنی ان میں کیا کرنا ہے اس سوال کا جواب سوال کے بعد ہی بیان کیا گیا۔ اور جواب دیا۔ اس سوال کے جواب میں کہہ دے یہ چاند لوگوں کے فائدہ اٹھانے کے وقت ہیں اور بعضے چاندوں میں حج کے اعمال ادا کیے جاتے ہیں۔

دوسرا سوال یہ ہے يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ۔ سوال کرتے ہیں کیا خرچ کریں اسکا جواب قرآن نے یہ دیا ہے مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ جو بھی خرچ کرو مال سے تو چاہیئے کہ وہ تمہارا دیا اور خرچ کیا تمہارے والدین اور تمہارے رشتہ داروں اور یتیموں اور غریبوں اور مسافروں کے لئے ہو۔

تیسرا سوال يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ۔ پوچھتے ہیں تجھ سے حرمت والے مہینہ کے متعلق کہ اس میں جنگ کا کیا حکم ہے۔ تو جواب دیا۔ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تو جواب دے اس مہینہ میں لڑائی کرنا بری بات ہے اور اس سے حج وعمرہ ایسی عبادت سے روکنا لازم آتا ہے۔

چوتھا سوال يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ پوچھتے ہیں تجھ سے شراب اور جوئے کی بابت تو جواب دے۔ شراب خوری اور قمار بازی نہایت بری اور بری بدکاری ہے۔

پانچواں سوال يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں۔ تو جواب دے۔ اپنی حاجت سے زیادہ مال کو خرچ کرو۔

چھٹا سوال يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ۔ پوچھتے ہیں حیض میں عورت سے صحبت جائز ہے یا نہیں تو جواب دے حیض کے دنوں میں جماع کرنا دکھ دیتا ہے حیض کے دنوں میں عورتوں کی صحبت سے الگ رہو۔

ساتواں سوال يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ۔ پوچھتے ہیں یتیموں کے متعلق تو جواب دے یتیموں کے مال عزت پرورش غرض ہر طرح ان کی اصلاح اور سنوار عمدہ بات ہے۔

آٹھواں سوال يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ۔ پوچھتے ہیں کیا کچھ کھانے میں حلال ہے جواب دے تمہارے لئے تمام وہ چیزیں جو غالب عمرانات کے سلیم الفطرتوں میں ستھری اور پسندیدہ ہیں وہ تو حلال کر دی گئیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نواں سوال يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ. تجھ سے پوچھتے ہیں غنیمت کی تقسیم کا مسئلہ تو جواب دے۔ غنیمت کی تقسیم اللہ پھر رسول کے اختیار میں ہے۔

دسواں سوال يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ۚ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِي الْاَرْضِ. ذوالقرنین کا قصہ تجھ سے پوچھتے ہیں تو جواب میں قصہ سنا دے۔ چنانچہ ذوالقرنین کا قصہ شروع کر دیا۔ اور بقدر ضرورت اسے تمام کیا یہ ذوالقرنین وہ ہے جس کا ذکر دانیال ۸ باب ۸ میں ہے۔

گیارھواں سوال يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّيْ نَسْفًا. تجھ سے پوچھتے ہیں ایسے مضبوط پہاڑ کیا ہمیشہ رہینگے تو جواب دے۔ اڑا دیگا اور پہاڑوں کو پاش پاش کر دیگا میرا رب۔

بارھواں سوال يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ. تجھ سے سوال کرتے ہیں قرآن کس کا بنایا ہوا ہے تو جواب دے۔ یہ قرآن میرے رب کا حکم۔ اور اسی کا کلام ہے۔

یاد رکھو میں نے روح کا ترجمہ قرآن کیا ہے۔ اس کے کئی باعث ہیں ؛

اوّل قرآن میں خود اس وحی اور کلام الٰہی کو روح کہا گیا۔ وَالْقُرْاٰنُ يُفَسِّرُ بَعْضُهٗ بَعْضًا دیکھو وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا۔ اور اس طرح وحی کی ہم نے تیری طرف روح اپنے حکم سے۔

دوم يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ کے ماقبل اور مابعد صرف قرآن کریم کا تذکرہ ہے ہاں ممکن ہے کہ ہم اس آیت میں روح کے معنی اس فرشتہ کے لیں جو وحی لاتا تھا اور جس کا نام اسلامیوں میں جبرئیل ہے۔ یا یوں کہیں کہ روح کے مخلوق اور غیر مخلوق ہونے کا سوال ہوا جواب دیا گیا روح حادث اور رب کے حکم سے ہوا ہے۔

تیرھواں سوال يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ مانگتے ہیں تجھ سے یہودی اور عیسائی اہل کتاب کہ اُنپر اتار دے تو ایک کتاب آسمان سے یہ سوال اہل کتاب نے اس لئے کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دعویٰ کیا ہے کہ میں موسیٰ کی مانند نبی ہوں اور وہی ہوں جس کی بابت توریت استثنا کے ۱۸ باب ۱۸ میں پیشگوئی موجود ہے اور اس نبی کی پیشگوئی توریت میں اس طرح لکھی ہے :۔

”تجھ سا ایک نبی برپا کرونگا۔ اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالونگا۔ استثنا ۱۸ باب ۱۸

پس لامحالہ اس نبی کے واسطے کوئی ایسی کتاب آسمان سے تو اترے گی جو لکھی لکھائی آجاوے کیونکہ توریت میں تو لکھا ہے ”اپنا کلام اس کے منہ میں دونگا“ پس ایسے سوال کے جواب میں فرمایا فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰۤى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْۤا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً ؕ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

باقی پانچ سوال یہ ہیں جن کے جواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا ہے میرا رب جانتا ہے۔
اوّل یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰهَا۔ پوچھتے ہیں قیامت کی گھڑی کب ہوگی؟
جواب دیا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ۔ سپارہ ۹ سورۃ اعراف رکوع ۱۳ تو کہ اس کا علم میرے رب ہی کے پاس ہے۔

دوسرا یَسْئَلُوْنَ اَیَّانَ یَوْمُ الدِّیْنِ۔ پوچھتے ہیں جزا کا دن کب ہوگا؟ جس کا جواب کچھ نہیں دیا۔ سپارہ ۲۶ سورۃ ذاریات غالباً اس لئے کہ وہ ہمیشہ ہے یا اس لئے کہ ان کی مراد قیامت سے ہے

تیسرا یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰهَا۔ پوچھتے ہیں وہ گھڑی کب ہوگی؟ جس کا جواب دیا فِیْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰهَا اِلٰى رَبِّکَ مُنْتَهٰهَا سپارہ ۳۰ سورۃ نازعات۔ تجھے ایسی فضول سے کیا اس کا علم رب تک ہے۔

چوتھا یَسْئَلُکَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ۔ پوچھتے ہیں اس ساعت سے۔ جس کا جواب دیا اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ سپارہ ۲۲ سورۃ احزاب رکوع ۴۔ اس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے
پانچواں یَسْئَلُوْنَکَ کَاَنَّکَ حَفِیٌّ عَنْهَا جس کا جواب دیا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ سپارہ ۹ سورۃ اعراف رکوع ۱۳۔ تجھ سے پوچھتے ہیں گویا تو ایسی باتوں کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ اس کا علم اللہ کے پاس ہے۔

لاکن اس سوال کا جواب نہ دینے سے نبوت میں کوئی نقص نہیں آتا۔ کیونکہ حضرت مسیح فرماتے ہیں "اُس دن اور اس گھڑی کو میرے باپ کے سوا آسمان کے فرشتے تک کوئی نہیں جانتا" متی ۲۴ باب ۳۶ اور جگہ فرماتے ہیں۔ "اُس دن اور اس گھڑی کی بابت سوا باپ کے نہ تو فرشتے جو آسمان پر ہیں اور نہ بیٹا کوئی نہیں جانتا ہے" مرقس ۱۳ باب ۳۲۔

سائل اور اس کے ہمخیال غور کریں۔ اس گھڑی کی بابت حضرت مسیح کیا فتویٰ دیتے ہیں ایسی گھڑی کا وقت نہ بتانا۔ اگر نبوت اور رسالت میں خلل انداز ہے۔ تو حضرت مسیح کی نبوت اور رسالت بلکہ عیسائیوں کی مانی ہوئی مسیح کی اُلوہیت میں خلل پڑیگا۔

سائل کے سوال کا دوسرا حصہ

اور اصحاب کہف کی بابت ان کی تعداد میں غلط بیانی نہ کرتے۔

جواب نہ قرآن کریم نے اصحاب کہف کی تعداد بیان فرمائی اور نہ رسول کریم نے معلوم نہیں ہو سکتا کہ سائل نے غلط بیانی کا اتہام کیونکر لگایا۔ جب حضرت رسالت مآب نے تعداد کو بتایا ہی نہیں اور اس کا بیان ہی نہیں کیا۔ تو غلط بیانی کہاں سے آگئی۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے سائل کسی کے دھوکہ میں آکر یہ سوال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کر بیٹھا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں جہاں اصحاب کہف کا قصہ لکھا ہے۔ وہاں کے متعلق یہ آیت ہے۔ سَيَقُولُونَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُلْ رَّبِّي اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ - سورہ کہف سپارہ ۱۵ -

ترجمہ - لوگ کہینگے تین ہیں چوتھا اُن کا کتا۔ اور کہتے ہیں پانچ ہیں چھٹا اُن کا کتا ہے۔ بے نشانہ تیر چلاتے ہیں اور کہتے ہیں سات ہیں اور آٹھواں کتا ہے۔ تو کہدے اے محمد میرا رب ہی اُنکی تعداد جانتا ہے اور اُن کو تھوڑے ہی جانتے ہیں ؎

اس آیت شریف سے صاف صاف واضح ہے کہ لوگ ایسا ایسا کہینگے۔ اور فلاں فلاں تعداد اصحاب کہف کی بیان کرینگے۔ لاکن ان لوگوں کا کہنا "بن نشانہ تیر چلانا ہے" اعتبار کے قابل نہیں ؎

غرض حضرت نبی عرب نے کوئی تعداد اصحاب کہف کی نہیں بتائی ؎

سائل کے سوال کا تیسرا حصہ

اور یہ نہ کہتے کہ سورج چشمۂ دلدل میں چھپتا ہے یا غرق ہوتا ہے حالانکہ سورج زمین سے نو کروڑ حصے بڑا ہے وہ کس طرح دلدل میں چھپ سکتا ہے ؎

الجواب - سائل صاحب! تمام قرآن کریم میں کہیں نہیں لکھا کہ سورج چشمۂ دلدل میں چھپتا یا غرق ہوتا ہے پادریوں کو مدت سے یہ دھوکہ لگا ہے کہ قرآن میں ایسا لکھا ہے۔ حالانکہ قرآن میں نہیں لکھا بات یہ ہے کہ اس ذوالقرنین کا قصہ جس کا ذکر دانیال نبی کی کتاب ۸ باب ۴ میں ہے۔ قرآن کریم نے ایک جگہ بیان فرمایا ہے اور اسمیں کہا ہے جب وہ مادہ اور فارس کا بادشاہ اپنی فتوحات کرتا ہوا بلاد شام کے مغرب کو پہنچا۔ تو اس خاص زمین کے مغرب میں ایک جگہ "سورج دلدل میں ڈوبتا" ذوالقرنین کو معلوم ہوا ؎

غالباً جب ذوالقرنین بلیک سی دبحیرہ اسود یا ڈیڈ سی کے کنارہ پہنچا تو اسوقت ذوالقرنین کو اس نظارہ کا موقع ملا۔ ہم نے مانا کہ سورج زمین سے بہت بڑا ہے۔ لاکن چونکہ ہم سے بہت ہی دور ہے اسواسطے ہم کو چھوٹا سا دکھائی دیتا ہے اور زمین چونکہ کروی الشکل ہے اسواسطے غروب کے وقت ہم کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زمین کے فلاں حصہ یا پہاڑ کے فلانی چوٹی کے پیچھے یا ناظر کے افق کے فلاں درخت کے پیچھے۔ یا اگر ہماری مغرب میں پانی یا دلدل ہو۔ جیسے ذوالقرنین کو موقع لگا۔ تو ہم کو مغرب کے وقت سورج اس پانی اور دلدل میں غروب ہوتا ہوا معلوم دیگا ؎

اعتراض سوم - محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بھی کوئی معجزہ نہ ملا جیسا کہ سورہ عنکبوت میں درج ہے (ترجمہ عربی کا) اور کہتے ہیں کیوں نہ اتریں اس پر کچھ نشانیاں (یعنی کوئی ایک بھی کیونکہ لا نافیہ اس آیت میں جو کہ جنس ہے کل جنس کی نفی کرتا ہے) اس کے رب سے۔ اور سورہ بنی اسرائیل میں ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ہم نے موقوف کیں نشانیاں بھیجنی کہ اگلوں نے ان کو جھٹلایا۔ اِس سے صاف ظاہر ہے خدا نے کوئی معجزہ نہیں دیا۔ حقیقت میں اگر کوئی ایک معجزہ ملتا تو وہ نبوت اور قرآن پر منتشکی نہ ہوتے ؎

جواب۔ (۱) جن آیات کریمہ کا سائل نے حوالہ دیا ہے۔ اور ان سے استدلال کیا ہے کہ حضور ہادی اسلام سے کوئی معجزہ ظہور پذیر نہیں ہوا۔ ان میں معجزہ کا لفظ بالکل موجود نہیں پس ان آیات سے کیونکر ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام سے کوئی معجزہ سرزد نہ ہوا ؎

(۲) وہ کونسا لفظ ہے جس سے سائل کو ظاہر ہوا اور اس نے کہا۔ (" اس سے صاف ظاہر ہے خدا نے کوئی معجزہ نہیں دیا") حالانکہ جو ترجمہ آیت کا سائل نے خود لکھا ہے اس میں بھی معجزے کا لفظ نہیں ؎

(۳) اگر آیت یا آیات کے لفظ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء سرور اصفیا کے ہاتھ پر کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ تو سائل صاحب غور کریں اور خوب غور کریں۔ کیونکہ سورۂ عنکبوت اور سورہ بنی اسرائیل سے جن کا حوالہ سائل نے دیا ہے معاملہ بالعکس نظر آتا ہے۔ دونو سورتیں بتاکید معجزات کے وجود کو ثابت کرتی ہیں ؎

اوّل سورۂ عنکبوت کی آیت نشان دادہ معترض کے پہلے یہ آیات ہیں ؎

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتٰبَ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ۔ ایسے ہی ہم نے اتاری تجھ پر کتاب سمجھ والے اہل کتاب تو اس پر ایمان لائے ہیں۔ اور مکہ والوں سے بھی کچھ اس پر ایمان لانیوالے ہیں۔ اور ہماری نشانیوں (معجزوں) کا کافروں کے سوا کوئی منکر نہیں ؎

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ۔ تو اس وقت سے پہلے لکھا پڑھا نہیں تھا ایسی بات ہوتی تو یہ جھوٹے دھوکہ کھاتے۔ کیا معنی اب دھوکے کے باعث منکر نہیں صرف ضد اور ہٹ اور عداوت ہی کے سبب سے منکر ہو رہے ہیں ؎

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ سورۃ عنکبوت۔ بے ریب وہ (قرآن) کھلی نشانیاں ہیں علم والوں کے لئے اور ہماری نشانیوں سے وہی منکر ہیں جو بڑے ظالم ہیں۔ اور کہتے ہیں کیوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ اُتریں اس پر نشانیاں اس کے رب سے۔ تو کہ نشانیاں تو اللہ پاس ہیں۔ وہی بھیجتا ہے۔ اور میں نہ ماننے والوں کو کھلا ڈر سے خبر دینے والا ہوں۔ کیا اُن کو یہ نشانیاں کافی نہیں جو ہم نے اُتاری تیری طرف کتاب پڑھی جاتی انپر ؎

منصف عیسائیو! اگر لفظ آیت (جس کے معنی نشانی کے ہیں) اور لفظ آیت کی جمع لفظ آیات کے معنی معجزے کے ہیں۔ تو قرآن کریم بہت جگہ معجزہ کو ثابت کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ محمدی معجزوں کے منکر جن کو آیہ کہا جاتا ہے۔ کافر ہیں فاسق ہیں۔ اور ظالم۔ غور کرو ؎

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ وَمَا یَکْفُرُ بِهَاۤ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ سورہ بقرہ رکوع ۱۱

اور بیشک ضرور ہی بھیجیں ہم نے تیرے پاس کھلی نشانیاں اور اُن کا منکر کوئی نہیں۔ مگر فاسق لوگ۔

بَلْ هُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ۔

بے ریب کھلے نشان ہیں علم والوں کے دلوں میں اور ہمارے نشانوں سے ظالموں کے سوا کوئی بھی منکر نہیں۔

مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِیْرًا ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِنَا ؎

عرب کے منکروں کو سورۃ بنی اسرائیل میں حکم ہوتا ہے ان لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہی ہوگا جب بجھنے لگے اس کی آگ کو زیادہ تیز کرینگے یہ اسلئے کہ ان کو بدلہ ہے اس کفر کا جو انھوں نے ہماری نشانوں سے کیا ؎

یادداشت:۔ ہم پہلے سوال کے جواب میں لکھ چکے ہیں۔ قرآن کریم میں ہرگز ہرگز اختلاف نہیں جب قرآن کریم نے بتادیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ہم نے نشان بھیجے تو ایسا ہرگز ممکن نہ ہوگا۔ کہ قرآن میں یہ بھی لکھا ہو کہ ہم نے نشان نبوت حضرت نبی عرب کو نہیں دیئے کیونکہ ایسا ماننے سے قرآن میں اختلاف ہوجائیگا اور قرآن میں اختلاف نہیں علاوہ بریں کسی قرآنی آیت میں یوں نہیں آیا کہ ہم نے نشانات نبوت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیئے معجزوں کے انکار پر جن آیات سے سائل اور اسکے کسی ہمخیال عیسائی اور ان کے پیرو آریہ نے استدلال کیا ہے ان آیات پر مفصل گفتگو تصدیق براہین میں دیکھو اور بقدر ضرورت یہاں عرض ہے ؎

پہلے وہ آیت جس سے نبی عرب اور محسن تمام خلق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکروں نے دھوکہ کھایا ہے۔ اور جس کا ذکر بہت سُننے میں آیا ہے یہ ہے:۔

مَا مَنَعَنَاۤ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ اِلَّاۤ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ۔ سورۃ بنی اسرائیل سیپارہ ۱۵۔ اس آیت شریف سے منکرین نے یقین کیا ہے کہ حضرت نبی عرب پر معجزہ کا ظہور نہیں ہوا کیونکہ معنی اس آیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے یہ سمجھے ہیں کہ پہلوں نے معجزات کو جھٹلایا اس واسطے ہم معجزات کے بھیجنے سے رُک گئے۔ مگر یہ ان کا خیال غلط ہے۔

اوّل اس لئے۔ کہ معجزات اور آیات کے وجود کا تذکرہ قرآن کریم میں بکثرت موجود ہے اور سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کے نہ ماننے والوں کو اس لئے کہ بداہت اور موجود چیز کے منکر ہیں۔ ظالم اور فاسق اور کافر کہا ہے۔ اور اِلَّا کا لفظ جو مَا مَنَعَنَا والی آیت میں ہے۔ عرب کی زبان میں جن کی بولی پر قرآن کریم ہے زائد بھی آتا ہے۔ دیکھو ذوالرمہ کا یہ قول۔ حراجیج ما تنفك الا مناخة على الخسف او نرمی بها بلدا قفرا۔ میرے لمبے قد کی اونٹنی ذلیل بیٹھی رہتی ہے۔ یا اس پر دور دراز کے بے آب وگیاہ میدانوں کا سفر کرتا ہوں۔

دیکھو اس تحقیق پر۔ اُس آیت شریف کے معنی جس کو منکرین معجزہ پیش کرتے ہیں یہ ہوئے۔ اور نہیں منع کیا ہم کو نشانوں کے بھیجنے سے پہلوں کی تکذیب نے کم سے کم یہ آیت انکار معجزہ پر صاف واضح دلیل نہ رہی کیونکہ اس آیت سے معجزہ کا ثبوت نکلتا ہے نہ نفی وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ اِنْ هٰذَا اِلَّا بِتَائِیْدِ رُوْحِ الْقُدُسِ۔

دوم۔ اس لئے کہ اِلَّا ایک حرف ہے جس کے معنی واؤ عاطفہ بھی آتے ہیں۔ دیکھو معانی اور نحو کی بڑی بڑی کتابیں۔ اور ثبوت کے لئے دیکھو یہ آیت شریف:۔ اِنِّیْ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوْٓءٍ۔ سپارہ ۱۹ سورۃ نمل۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے میرے پاس میرے رسولوں کو کچھ اندیشہ نہیں اور انہیں بھی خوف نہیں جنہوں نے گناہ کرتے کرتے گناہوں کو چھوڑ دیا۔ اور گناہوں کے جا بجا نیکی کرنے لگے۔ امام اخفش۔ امام فراء امام ابو عبید ائمہ لغت و نحو نے کہا ہے یہاں اِلَّا واؤ کے معنی پر آیا ہے ایسے ہی آیت شریف۔ لِئَلَّا یَکُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَیْکُمْ حُجَّةٌ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ سورۃ بقرہ۔ تاکہ نہ رہے تم پر عام لوگوں اور خاص کر بدکاروں کی کوئی حجت اور دلیل پھر اس تحقیق پر منکرین کے پیش کردہ آیت کے یہ معنی ہونگے ؛

اور نہیں منع کیا ہم کو آیات کے بھیجنے سے کسی چیز نے اور منکروں کی تکذیب نے اور یہ عطف خاص کا ہوگا عام پر غور کرو۔ منکروں کی تکذیب ہرگز ہرگز معجزات کی روکنے والی نہیں اگر ان کی تکذیب روکتی تو فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بڑے بڑے معجزات کا انکار کیا تھا۔ پھر کیا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو معجزات عطا نہ کیے۔ بلکہ منکر ہمیشہ انکار کرتے رہے۔ اور معجزات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی آتے رہے ٭ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وھذا بتائید روح القدس۔

سوم۔ اس لئے کہ ہم نے مان لیا۔ یہاں اِلّا کا لفظ زائد نہیں۔ عاطفہ بھی نہیں استثنا کے واسطے ہی اَلْاٰیات کا الف اور لام عہد اور خصوصیت کے معنی دیگا یا عموم اور استغراق کے۔ پہلی صورت عہد اور خصوصیت کی اگر ہوگی تو آیت کے یہ معنی ہونگے اور نہیں منع کیا ہم کو خاص آیات کے بھیجنے سے مگر پہلوں کی تکذیب نے۔ اس سے یہ نکلا کہ خاص آیات اور کوئی خاص معجزات نہ آویں گے۔ اس سے عموم معجزات کی نفی ثابت نہیں ہوئی ٭ دوسری صورت یعنی اگر الف اور لام سے عموم استغراق لیا جاوے تو یہ معنی ہونگے کل آیات کے ارسال سے پہلوں کی تکذیب نے روکا۔ مگر اس سے یہ نہیں نکلتا کہ کوئی بھی معجزہ نہیں بھیجینگے ٭

چہارم۔ اس لئے کہ۔ اس مَامَنَعَنَا والی آیت سے اتنا نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو معجزات کے بھیجنے سے تکذیب کے ماورا کسی چیز نے نہیں روکا۔ اور ظاہر ہے کہ یہ کوئی روک نہیں کہیں منکروں کی تکذیب سے باری تعالیٰ حجت کو بند کر دیتا ہے۔ ہمیشہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب ہوئی مگر وہ آتے رہے ہمیشہ معجزات پر تکذیب ہوا کی اور معجزات ہوا کیئے۔

الٰہی طاقتیں اور قوتیں منکرین کی روک سے رکتی نہیں۔ منعنا لفظ کے معنی ہیں روکا ہم کو اس لفظ کے یہ معنی نہیں کہ ہم رک گئے۔ ہاں۔ اگر قرآن کریم میں یوں ہوتا مَا امْتَنَعْنَا اَنْ نُرْسِلَ بِالْاٰیَاتِ اِلَّا اَنْ کَذَّبَ بِھَا الْاَوَّلُوْنَ جس کے معنی ہیں نہیں رکے ہم آیات اور نشانات کے بھیجنے سے مگر اس لئے کہ پہلوں نے تکذیب کی۔ تو البتہ منکرین معجزہ کی تقریر کچھ تھوڑی دور تک چل پڑتی مگر قرآن میں امتنعنا نہیں۔ منعنا ہے۔ جس کے معنی ہیں روکا ہم کو۔ نہ یہ کہ رکے ہم ٭

غرض تکذیب نے روکا اور باری تعالیٰ نہ رکا۔ روکنے کے ثبوت میں بفرض و تسلیم یہی آیت اور نہ رکنے کا ثبوت وہ آیات ہیں جن میں ثبوت آیات ہے وَ اَلْقُرْاٰنُ مُتَشَابِھًا یُصَدِّقُ بَعْضُہٗ بَعْضًا۔ قرآن کریم کی آیات متشابہ ہیں یعنی ایک آیت دوسری آیت کے مصدق ہوتی ہے۔ نہ اس کے مخالف اور مکذب ھذا ایضا بتائید روح القدس وَالْحَمْدُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

پنجم۔ اس لئے کہ بعض وہ معجزات جن کو یہودی اور عیسائی اور اہل مکہ اہل کتاب کے سمجھانے اور بہکانے سے پوچھتے تھے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیش گوئیوں اور بشارتوں کے بالکل خلاف تھے۔ اور ایسے معجزات کو مخالف لوگ اس واسطے طلب کرتے تھے کہ اگر یہ معجزات خلاف بشارات ظہور پذیر ہوئے تو ہم بشارات اور حضور کی ان پیشگوئیوں کے ذریعہ حضور پر اعتراض

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرینگے جو انبیاء نے کتب مقدسہ میں حضور کے حق میں کیئے ہیں۔ اور اگر ایسے معجزات بلحاظ ان بشارات کے ہم کو دکھائے نہ گئے۔ تو معجزات کے نہ ہونیکا الزام قائم کر دینگے۔ مثلاً حضور علیہ السلام کی نسبت ایک بشارت میں یہ آیا ہے کہ جو کلام اس نبی موعود پر اتریگا وہ ایک دفعہ کتاب کے طور پر نازل نہ ہوگا بلکہ وہ کلام اس نبی موعود صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ میں رکھا جائیگا کچھ یہاں اور کچھ وہاں غور کرو۔ کتب مقدسہ کی آیات ذیل:۔

"اُن کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کرونگا۔ اور اپنا کلام اس کے مُنہ میں ڈالوں گا"۔ استثنا ۱۸ باب ۱۸ "حکم پر حکم۔ حکم پر حکم۔ قانون پر قانون۔ قانون پر قانون ہوتا جاتا۔ تھوڑا یہاں تھوڑا وہاں۔ ہاں وہ (حبشی و عربی) بکیسے ہونٹوں اور اجنبی زبان سے اس گروہ سے باتیں کریگا"۔ یسعیاہ ۲۸ باب ۹۔

ان آیات سے صاف عیاں ہے کہ اس نبی موعود کو جو کلام عطا ہوگا وہ اس نبی کے مُنہ میں ڈالا جاویگا۔ اور بتدریج نازل ہوگا۔ کچھ یہاں کچھ وہاں یعنی کچھ مکہ میں اور کچھ مدینہ میں کچھ کہیں کچھ کہیں۔ اب قرآن کریم کی طرف نگاہ کرو۔ اس میں ایک جگہ لکھا ہے۔ کافر کہتے ہیں ؎

اَوْ تَرْقٰی فِی السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِیِّكَ حَتّٰی تُنَزِّلَ عَلَیْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۔ تو اے محمد چڑھ جا آسمان میں اور ہم تیرے چڑھنے پر تجھے نہ مانینگے جب تک اوپر سے ایسی کتاب نہ لاوے جس کو ہم پڑھ لیں۔ اب بتلایئے اس طلب کا بجز اس کے کیا جواب ہوسکتا ہے کہ پاک ذات ہے میرا رب اس نے میرے لیئے جو تجویز فرما دی وہ ناقص نہیں کہ اب اس تجویز کو بدلا دے۔ اور میں تو بشر رسول ہوں بشر رسول تو ہمیشہ وہی معجزات دکھلاتے رہے جو انکی بشارت کے برخلاف نہ تھے اور وہی نشان لائے جو اللہ تعالیٰ نے اُن کے واسطے مقرر فرمائے تھے ؎

ششم۔ اس لیئے کہ معجزات کا ظہور اور انبیاء کا فرمودہ کبھی بتدریج ظہور پذیر ہوتا ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام چونکہ بشر اور رسول ہوتے ہیں۔ وہ کوئی ایسی مخلوق نہیں ہوتے کہ خدائی ارادہ کا خلاف چاہیں۔ شریر لوگ ایسے موقت معجزات کو قبل از وقت چاہتے ہیں چونکہ وہ معجزات وقت معیّن پر ظاہر ہونے والے اور مشروط بشرائط ہوتے ہیں۔ اس لیئے قبل از تحقق شرائط اور اس وقت معین کے ظہور پذیر نہیں ہو سکتے۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان بنی اسرائیل سے جو فرعون کی سخت تکالیف اُٹھا رہے تھے وعدہ ہوا کہ تم کو کنعان وغیرہ وغیرہ کا ملک عطا ہوگا دیکھو توریت۔ میں نے اپنے لوگوں کی تکلیف جو مصر میں ہیں یقیناً دیکھی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ان کی فریاد جو خراج کے محصولوں کے سبب سے ہے سُنی۔ اور میں ان کے دُکھوں کو جانتا ہوں اور میں نازل ہوا ہوں کہ انہیں مصریوں کے ہاتھ سے چھڑاؤں۔ اور اس زمین سے نکال کے اچھی وسیع زمین میں جہاں دودھ اور شہد موج مارتا ہے لیجاؤں۔ کنعانیوں۔ حتّیوں۔ اموریوں فرزیوں حویوں یبوسیوں کی جگہ میں لاؤں خروج ۳ باب ۷-۹۔

مگر دیکھو یہ وعدہ اس قوم کے حق میں پورا نہ ہوا جنہوں نے فرعون سے دکھ اُٹھایا۔ دیکھو "وہ خداوند تمہاری باتیں سُنتیں اور غصّہ ہوا۔ اور قسم کھا کے یُوں بولا کہ یقیناً ان شریر لوگوں میں ایک بھی اس اچھی زمین کو جس کے دینے کا وعدہ میں نے ان کے باپ دادوں سے قسم کھا کے کیا ہے نہ دیکھیگا۔ مگر یفنہ کا بیٹا کالب اسے دیکھے گا" استثنا۔ باب ۱۔ ۳۵-۳۶

ایسے ہی چند معجزات کفارِ مکّہ نے طلب کیئے ہیں۔ جن کا ذکر ذیل میں ہے :۔

۱۔ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا۔

۲۔ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا (۳) اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا (۴) اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا (۵) اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ (۶) اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ○

آیات مرقومہ بالا سے معلوم ہوتا ہے۔ کفارِ مکّہ نے ایسے چھ معجزے حضرت علیہ السلام سے طلب کیئے جو اُس وقت سردست منکروں کو دکھائے نہیں گئے۔ مگر غور کرو یہ معجزے کیوں طلب کیئے گئے اور کیوں اُنکا فوری ظہور نہ ہوا ۔

پہلا معجزہ۔ جس کو کفارِ مکّہ نے طلب کیا ہے کہ الارض یعنی اس خاص مکّہ کی زمین میں چشمے چلیں ۔

دوسرا معجزہ۔ جس کو انہوں نے مانگا یہ ہے :۔ کہ تیری کھجوروں اور انگوروں کے ایسے باغ ہوں جن میں نہریں چلتی ہوں۔

یہ دو تو معجزے اس واسطے طلب کیئے گئے۔ کہ کتب مقدسہ میں بضمن بشارات محمدیہ لکھا ہے "ہاں میں بیابان میں ایک راہ اور صحرا میں ندیاں بناؤنگا۔ اور دشت کے گیدڑ اور شترمرغ میری تعظیم کرینگے کہ میں بیابان میں پانی اور صحرا میں ندیاں موجود کرونگا کہ وے میرے لوگوں کو میرے برگزیدوں کو پینے کے لئے ہو ویں۔ جس نے ان لوگوں کو اپنے لئے بنایا وے میری ستائش کرینگے"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یسعیا - ۴۲ باب ۱۹ - ۲۱ تک -

اور دیکھو :- "کس نے یعقوب کو حوالہ کیا کہ غنیمت ہو وے اور اسرائیل کو کہ لٹیروں کے ہاتھ میں پڑے - کیا خداوند نے نہیں جس کے مخالف ہم نے گناہ کیا - کیونکہ انہوں نے نہ چاہا کہ اسکی راہ چلیں" یسعیا ۲۴ باب ۲۴ - اور یسعیا کے ۲۱ باب میں عرب کی بابت الہامی کلام یوں ہے "پانی لیکے پیاسے کا استقبال کرنے آؤ اے تیمہ کے سرزمین کے باشندو روٹی لیکے بھاگنے والے کے ملنے کو نکلو" یسعیا ۲۱ باب ۱۴ - اور پھر کہا ہے "مزدور کے سے ٹھیک ایک برس میں قیدار کی ساری حشمت جاتی رہیگی اور تیر اندازوں کے جو باقی رہے قیدار کے بہادر لوگ گھٹ جائینگے"

ان آیات سے اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ بیابان اور صحرا میں چشمے جاری ہونگے - ندیاں چلینگی - مگر اس میں یہ لکھا ہے کہ برگزیدوں کو پینے کے لئے ہو ویں - دیکھو یسعیا ۴۳ باب ۲۰ - بنی اسرائیل کے ایسے باغ عربوں کے ہاتھ ضرور آوینگے جن میں نہریں چلتی ہوں مگر بنی اسرائیل مکہ میں آباد نہیں - وہ زمانہ ہجرت کے بعد ہے جس میں یہ بشارت پوری ہوگئی +

کفار اہل کتاب کے بہکائے پر دھوکہ دیتے ہیں - مگر دیکھو نبوی معجزات اور محمدیہ کرامات کیسے زبردست ہیں - اللہ تعالیٰ کے برگزیدوں کے واسطے اس بیابان اور صحرا میں ندیاں چلی گئیں - نہ کفار کے لئے - دیکھو نہر زبیدہ مکہ میں - نہر زرقا کی نہر مدینہ طیبہ میں برگزیدوں کے پینے کے واسطے موجود ہیں +

بنو قریظہ اور بنو نضیر کے مکانات برگزیدوں کے قبضہ میں آچکے اور کھجوروں اور انگوروں کے ایسے باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں حضور کیا حضور کے خادمان کے پاس وہاں موجود ہیں - موسیٰ علیہ السلام کے وعدوں سے (ملک کنعان وغیرہ کی حکومت سے) وہ نسل اکثر محروم رہی اور حضور کے برکات معجزوں سے آپ کی اکثر قوم وعدہ کو دیکھ چکی اور انشاء اللہ یقیناً حقیقی کنعان میں بھی پہنچ جائینگے +

تیسرا - اور چوتھا معجزہ - یہ کہ منکروں پر آسمان ٹوٹ پڑے - اور اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کی افواج کفار کو تباہ کردے یہ دو نو معجزے بھی جن کو کفار نے طلب کیا کتب مقدسہ میں موجود ہیں دیکھو "خدا سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا - فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا - دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا - استثناء ۳۳ باب ۲ -

یہ پیشگوئی نہایت عمدگی سے اس دن پوری ہوئی جس دن حضور علیہ السلام نے مکہ معظمہ کو فتح فرمایا -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غور کرو بخاری مطبع میرٹھ کا صفحہ ۶۱۳ - اور بخاری مصری کا جلد ۲ صفحہ ۵۰ - حضورؐ کے ساتھ اس دن دس ہزار ہاں ٹھیک دس ہزار قدوس اصحابی جن کے ساتھ ملائکہ تھے موجود تھا - اور اس دن کے کفار پر آسمان ایسا ٹوٹ پڑا کہ وہاں ان کا نام و نشان بھی نہ رہا -

یاد رہے - ہاجرہ عرب کا کوہ سینا ہے دیکھو نامہ گلیتاں ۴ باب ۲۵ - پس معنی ہونگے ہاجرہ کی پشت سے - اور فاران خود وادی حجاز کو کہتے ہیں اور شعیر میں دو دفعہ حضور بطور تجارت تشریف لے گئے اور بدر کی لڑائی میں بھی ملائکہ کا لشکر اسلام کا گہرا - مددگار رہتا دیکھو قرآن سورہ آل عمران ؂

پانچواں معجزہ - کہ تیرا گھر بڑا زینت والا ہو - یہ کتب مقدسہ سے لیا گیا - تیرے پتھروں کو سرمہ لگاؤنگا اور تیری بنیاد نیلموں سے ڈالونگا - میں تیری فصیلوں کو لعلوں سے اور تیرے پھاٹکوں میں چمکتے ہوئے جواہر سے اور تیرا سارا احاطہ بیش قیمت پتھروں سے بناؤنگا - تیرے سب فرزند بھی خدا سے تعلیم پاوینگے - یسعیاہ - ۵۴ باب ۱۲-۱۳ ؂

اب اگر یہاں مراد حقیقت ہو تو سرمہ میں وہاں کے پتھروں کا لگنا - حاجیوں سے سرمہ ہی دیکھ لو وہاں کے ٹکڑوں میں تیار ہوتا ہے اور انکا حصہ سرمہ میں گھس کر شامل ہوتا ہے - اور اس ایک صداقت ہی یقینی ہے جیسے مکاشفات یوحنا سے ظاہر ہے دیکھو مکاشفات ۲۱ باب ۱۱ - باقی بھی پورا ہوگا - جلدی نہ کرو - اور اگر عام زینت ہی لیں جیسے قرآن کے لفظ زخرف - اور حزقیل کی ۱۶ و ۲۳ باب سے ظاہر ہے تو اب دیکھ لو - مکہ معظمہ کس زینت سے سجایا گیا ؂

اور اگر ہماری حضور ہمارے ہادی کا گھر ہی لینا ہے جیسے لفظ بیت لک سے بظاہر معلوم ہوتا ہے - تو اب روضہ اطہر و اقدس کا نظارہ کر لو!

چھٹے معجزہ کا بیان سابق کر چکا ہوں - غور کرو کیسے یہ تمام معجزات پورے ہو گئے - والحمد للہ رب العالمین ؂

یادداشت عیسائی صاحبان! اگر کسی امتحان اور معجزہ کا ظہور پذیر نہ ہونا نقص ہے - تو جواب دو جب کسی نے حضرت مسیح کو کہا اگر تو خدا بیٹا ہے تو کہہ کہ یہ پتھر روٹی بن جاویں - تو اس نے (مسیح نے) جواب میں کہا لکھا ہے انسان صرف روٹی سے نہیں بلکہ ہر ایک بات سے جو خدا کے منہ سے نکلتی ہے جیتا ہے - پھر شیطان اسے (مسیح کو) مقدس شہر میں اپنے ساتھ لے گیا اور ہیکل کے کنگرے پر کھڑا کر کے اسے کہا اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو اپنے تئیں نیچے گرا دے - کیونکہ کہا ہے کہ وہ تیرے لئے اپنے فرشتوں کو فرمائیگا - اور وے تجھے ہاتھوں پر اٹھا لینگے - ایسا نہ ہو کہ تیرے پاؤں کو پتھر سے ٹھیس لگے یسوع نے اسے کہا یہ بھی لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو مت آزما - متی ۴ باب ؂

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک حل طلب سوال!

(عیسائی احباب توجہ کریں)

ایک نہایت ہی ضروری مگر مختصر سا سوال عیسائی صاحبان کی خدمت میں بغرض حل پیش کیا جاتا ہے امید ہے کہ وہ اپنا قیمتی وقت صرف کر کے بھی ہمارے شکوک رفع فرمانیکی تکلیف گوارا فرمائینگے۔

قبل اسکے کہ ہم اپنا سوال لکھیں پہلے بائیبل کی چند ایک آیات لکھنا ضروری سمجھتے ہیں تاکہ ناظرین بھی ہمارے سوال کو اچھی طرح سمجھ جائیں۔ ہاں ملاحظہ ہو ذیل کی عبارت :-

"اور یہوداہ اپنے پہلوٹھے عیر کے لئے ایک عورت بیاہ لایا جس کا نام تمر تھا۔ اور عیر یہوداہ کا پہلوٹھا خداوند کی نگاہ میں شریر تھا۔ سو خداوند نے اسے مار ڈالا۔ تب یہوداہ نے اونان کو کہا کہ اپنے بھائی کی جورو کے پاس جا اور اپنی بھاوجہ کا حق ادا کر اور اپنے بھائی کے لئے نسل چلا۔ لیکن اونان نے جانا کہ یہ نسل میری نہ کہلائیگی اور یوں ہوا کہ جب وہ اپنے بھائی کی جورو پاس جاتا تھا تو نطفے کو زمین پر ضائع کرتا تھا تا نہ ہو کہ اس کا بھائی اس سے نسل پاوے اور اُس کا یہ کام خداوند کی نظر میں بہت برا تھا اسلئے اُس نے اُسے بھی ہلاک کیا۔ تب یہوداہ نے اپنی بہو تمر کو کہا کہ اپنے باپ کے گھر میں بیوہ بیٹھی رہ جب تک کہ میرا بیٹا سیلہ بڑا ہو۔ کیونکہ اس نے کہا نہ ہو کہ وہ بھی اپنے بھائیوں کی طرح مر جائے۔ سو تمر اپنے باپ کے گھر میں جا رہی اور بہت دن گذرے کہ سوع کی بیٹی یہوداہ کی جورو مر گئی۔ اور جب یہوداہ کو اس کا غم بھولا تو وہ اپنی بھیڑوں کی پشم کے کترنے والوں کے پاس تمنت میں۔ اپنے دوست عدولامی حیرہ کیساتھ گیا۔ اور تمر سے یہ کہا گیا کہ دیکھ تیرا سسر اپنی بھیڑوں کی پشم کترنے کے لئے تمنت کو جاتا ہے۔ تب اس نے اپنی بیوگی کے کپڑوں کو اتار پھینکا اور برقع اوڑھا اور اپنے کو لپیٹا اور عینیم کے مدخل میں جو تمنت کے راستے پر ہے جا بیٹھی۔ کیونکہ اس نے دیکھا تھا کہ سیلہ بڑا ہوا ہے اور مجھے اُس کی جورو نہیں کر دیا ہے۔ یہوداہ اُسے دیکھ کر سمجھا کہ کوئی کسبی ہے کیونکہ وہ اپنا منہ چھپائے ہوئے تھی۔ اور وہ راہ سے اُسکی طرف کو پھرا اور اُسے کہا کہ چلئے اور مجھے اپنے ساتھ خلوت کرنے دیجئے کہ اس نے نہ جانا کہ یہ میری بہو ہے۔ وہ بولی کہ تو جو میرے ساتھ خلوت کریگا مجھے کیا دیگا؟ وہ بولا میں گلے میں سے بکری کا ایک بچہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھیجونگا۔ اُس نے کہا تو مجھے جب تک اُسے بھیجے کچھ گرو دیگا؟ ۔ وہ بولا کہ میں کیا گرو تجھے دوں۔ وہ بولی اپنی چھاپ۔ اور اپنا بازو بند اور اپنی لاٹھی جو تیرے ہاتھ میں ہے۔ اُس نے دیا اور اُس کے ساتھ خلوت کی اور وہ اُس سے حاملہ ہوئی۔ پھر وہ اُٹھی اور چلی گئی اور برقع اُتار رکھا اور رانڈ سالے کا جوڑا پہن لیا۔ اور یہوداہ نے اپنے دوست اودلامی کے ہاتھ بکری کا بچہ بھیجا تاکہ اُس عورت کے ہاتھ سے اپنا گرو پھیر لائے۔ پر اُس نے اُسکو نہ پایا۔ تب اُس نے اُس جگہ کے لوگوں سے پوچھا کہ وہ بیسوا عینیم میں راستے پر نظر آتی تھی کہاں ہے؟ وہ بولے کہ یہاں کسبی نہ تھی۔ تب وہ یہوداہ کے پاس پھر آیا اور کہا کہ میں اُسے نہیں پا سکتا ہوں اور وہاں کے لوگ بھی کہتے ہیں کہ کسبی وہاں نہیں تھی۔ یہوداہ بولا کہ خیر وہی لے نہ ہو کہ ہم بدنام ہوں۔ دیکھ میں نے تو بکری کا بچہ بھیجا پر تو نے اُسے نہ پایا ؛

اور یوں ہوا کہ قریب تین مہینے کے بعد یہوداہ سے کہا گیا کہ تیری بہو تمر نے زنا کیا۔ اور دیکھ اُسے چھنالے کا حمل بھی ہے۔ یہوداہ بولا کہ اُسے باہر لاؤ کہ وہ جلائی جاوے۔ جب وہ نکالی گئی اُس نے سُسر کو کہلا بھیجا کہ اُس شخص کا حمل ہے جسکی یہ چیزیں ہیں۔ اور کہا دریافت کیجئے۔ کہ یہ چھاپ اور بازو بند اور یہ عصا کس کا ہے؟ تب یہوداہ نے اقرار کیا اور کہا کہ وہ مجھ سے زیادہ صادق ہے۔ کیونکہ میں نے اُسے اپنے بیٹے سیلہ کو نہ دیا۔ لیکن وہ آگے کو اُس سے ہمبستر نہ ہوا ؛

اور اُسکے جننے کے وقت میں یوں ہوا کہ اُسکے پیٹ میں توام تھے اور جب وہ جننے لگی تو ایک کا ہاتھ نکلا اور دائی جنائی نے پکڑ کے اُسکے ہاتھ میں نارا باندھ کر کہا کہ یہ پہلے نکلا۔ اور یوں ہوا کہ اُس نے اپنا ہاتھ پھر کھینچ لیا۔ اور کیا دیکھتی ہے؟ کہ وہیں اُس کا بھائی نکل آیا۔ اور وہ بولی تو کیا ہی پھاڑ نا ہے؟ یہ پھاڑ تجھ پر آئیگی۔ سو اُس کا نام فارص رکھا گیا۔ بعد اُس کے اُسکا بھائی جسکے ہاتھ میں نارا باندھا تھا نکل آیا اور اُس کا نام زارہ رکھا گیا۔" (کتاب پیدائش باب ۳۸۔ آیت ۱۶ تا ۳۰)

بائیبل کی کتاب پیدائش کی اس طویل عبارت نقل کرنے کا یہی مطلب تھا کہ ناظرین کو "فارص" کی پیدائش کا علم ہو جائے۔

آؤ اب یہ دیکھیں کہ ایسے بچے کے لئے توریت میں خدائی حکم کیا ہے؟ ملاحظہ ہو:۔

"حرامی بچہ خداوند کی جماعت میں داخل نہ ہووے۔ (بلکہ) اُسکی دسویں پشت تک وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خداوند کی بادشاہت میں شامل نہ ہوئے (کتاب استثنا باب ۲۳ آیت ۲)

حکم خداوندی یہ ہے کہ جہاں حرامی بچہ "خدا کی جماعت" میں داخل نہ ہو وہاں اُسکی دس پشت تک بھی کوئی خداوند خدا کی جماعت میں شامل نہ ہونا پاوے۔

بہت خوب! اہالا حباب! اب یہ دیکھنا ہے کہ فارص کی دس پشت کون لوگ ہیں۔ دیکھئے۔ سو پھارس (فارص) کا نسب نامہ یہ ہے کہ پھارس سے حصرون پیدا ہوا۔ اور حصرون سے رام پیدا ہوا۔ اور رام سے عمیناداب پیدا ہوا۔ اور عمیناداب سے نحسون پیدا ہوا۔ اور نحسون سے سلمون پیدا ہوا۔ اور سلمون سے بوعز پیدا ہوا۔ اور بوعز سے عوبید پیدا ہوا۔ اور عوبید سے یسّی پیدا ہوا۔ اور یسّی سے داؤد پیدا ہوا" (کتاب روت باب ۴ آیت ۱۸ تا ۲۲)

اس جگہ فارص کی اولاد میں سے جہاں اور کئی ایک نام گنائے ہیں وہاں حضرت داود کا نام نامی بھی مرقوم ہے۔ پس معلوم ہو گیا کہ "فارص" کی دسویں پشت پر داؤد صاحب ہیں۔ اسی کی تصدیق متی رسول بھی کرتا ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔ انجیل متی باب اوّل آیت ۳ تا ۶۔ لکھا ہے کہ

"پھارس سے حصروم پیدا ہوا۔ اور حصروم سے ارام پیدا ہوا۔ اور ارام سے عمیناداب پیدا ہوا۔ اور عمیناداب سے نحسون پیدا ہوا۔ اور نحسون سے سلمون پیدا ہوا۔ اور سلمون سے بوعز راحب کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ اور بوعز سے عوبید روت کے پیٹ سے پیدا ہوا۔ اور عوبید سے یسّی پیدا ہوا۔ یسّی سے داؤد بادشاہ پیدا ہوا" الخ

کتاب "روت" اور "متی" کے بیانات سے ظاہر ہو گیا کہ بائبلی داؤد بھی "فارص" ہی کی نسل سے ہیں۔

اب ہمارا اس پر یہ سوال ہے کہ جب "فارص" کی پیدائش ناجائز ہے جیسا کہ بائیبل کی طویل عبارت سے آشکار ہے۔ اور ساتھ ہی بائیبل میں یہ حکم بھی درج نظر آتا ہے کہ حرامی بچہ کی دس پشت تک کوئی بھی خدا کی جماعت میں شامل نہیں ہو سکتا تو اب عیسائی صاحبان بتلاویں کہ وہ داؤد جسکی نسل سے یسوع مسیح ایسا عظیم الشان شخص پیدا ہوا تھا کیسے اور کس طرح خدا کی جماعت میں شامل سمجھے جا سکتے ہیں۔ اگر کہو کہ داؤد یقیناً خدا کی جماعت میں شامل تھے تبھی تو اسرائیل کے تاج و تخت کے وارث اوّل بنے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ اگر تمہارا یہ قول درست مانا جائے تو توریت مقدس کا یہ حکم کہ "حرامی بچہ کی دس پشت تک کوئی بھی خدا کی جماعت میں شامل نہ ہو" باطل ہو جاتا ہے۔ اور اگر کہو کہ ان حوالہ جات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی رُو سے واقعی داؤد اس قابل نظر نہیں آتے کہ وہ خدا کی جماعت میں شامل کیئے جاویں تو پھر آپ کو یہ بتلانا ہوگا کہ سموئیل نبی نے انہیں خدا کی جماعت میں کیوں شامل کیا۔ جیسا کہ کتاب سموئیل ۱۶ سے عیاں ہے۔

اور جب داؤد بروئے تورات خدا کی جماعت میں شامل ہی نہیں ہو سکتے تو پھر یہ کہنا کہ مسیح کا داؤد ہی کی نسل سے ہونا ضروری ہے۔ فضول سی بات رہ جائے گی۔

اُمید ہے کہ اس مختصر سے سوال کو عیسائی صاحبان ضرور صاف کرینگے +

(فضل حسین احمدی مہاجر قادیان)

آریوں کے اعتراض کا جواب

خدا دانستہ روحانی بیماری نہیں بڑھاتا

سوال:۔ قرآن شریف کی تعلیم ہے کہ خدا دیدہ دانستہ روحانی بیماروں کی بیماری کو زیادہ کرتا ہے۔ دیکھو۔ فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا۔ اور پھر خود ہی انہیں عذاب دیتا ہے۔ بھلا یہ بے رحمی اور ظلم نہیں؟

جواب:۔ معلوم نہیں کہ معترض نے یہ دیدہ دانستہ۔ قرآن مجید کے کس لفظ کا ترجمہ کیا ہے حالانکہ قرآن کریم میں ہرگز نہیں کہ اللہ تعالیٰ دیدہ دانستہ روحانی بیماروں کی بیماری کو زیادہ کرتا ہے اور پھر وہی عذاب دیتا ہے۔ بلکہ قرآن پاک میں اسکے برخلاف اس طرح مذکور ہے کہ ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ وبالیوم الاٰخر وما ھم بمؤمنین یخادعون اللہ والذین اٰمنوا وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون۔ فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا ولھم عذاب الیم بما کانوا یکذبون ہ اور بعض لوگ وہ ہیں جو مُنہ سے تو کہتے ہیں کہ ہم خدا اور روز جزا پر ایمان لے آئے۔ مگر دل سے ہرگز ایمان نہیں لائے۔ وہ اپنے خیال میں خدا اور اہل ایمان کو دھوکا دیتے ہیں کہ وہ دھوکا کھا کر انکو اہل ایمان میں شریک کریں۔ لیکن سچی بات یہ ہے کہ نہ خدا ان سے دھوکا کھا سکتا ہے اور نہ اہل ایمان۔ بلکہ وہ اپنی جانوں ہی کو دھوکا دیتے ہیں کہ انکا نفاق اور چالبازیاں انہی پر پڑینگی اور انہی کی عاقبت برباد ہوگی۔ لیکن وہ سمجھتے نہیں۔ انکے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دل میں کفر و نفاق کا مرض ہے سو اللہ پاک نے ان کا اور مرض بڑھا دیا۔ اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بول رہے ہیں ؛

مرقومہ بالا آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جو لوگ اپنے اختیار اور ارادہ سے خدا پر اور روز جزا پر ایمان نہیں لاتے اور خدا و اہل ایمان سے دھوکا اور چالبازیاں کر کے اپنا روحانی مرض بڑھا رہے ہیں۔ خدا بھی ان کی پروا نہیں کرتا۔ بلکہ نہیں انکی اسی خود اختیار کردہ حالت پر چھوڑ رکھتا ہے۔ ویمدّھم فی طغیانھم یعمھون۔ چونکہ وہ دن بدن کذب و بطالت میں ترقی کرتے جاتے ہیں۔ بجائے اپنا روحانی مرض کم کرنے کے روز بروز بد اعتدالیاں اور بدپرہیزیاں کرتے رہتے ہیں۔ اسلئے خدا بھی اپنے قانون کے موافق سزا کے طور پر انکا مرض بڑھاتا جاتا ہے جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ ولھم عذاب الیم بما کانوا یکذبون ۰ انکے جھوٹ بولنے کی وجہ سے انکی عاقبت برباد ہو جاتی ہے اور بباعث اپنی کرتوت کے خدا کی طرف سے عذاب الیم اور ابدی ہلاکت کے مستحق ہو جاتے ہیں ؛

قانون خداوندی کی طرف غور کرو۔ دنیا کا سارا سلسلہ اسکی مشیت اور قانون قدرت کے ماتحت ہے کوئی فعل نہیں جسکی خدا کی طرف سے جزا نہ ہو۔ اچھے کام کی اچھی جزا اور برے کام کی بری۔ اچھی غذا کھانیکا اچھا اثر۔ اور بری کھانیکا برا۔ سنت اللہ یہی ہے کہ عمدہ اور مناسب غذا کھاؤ۔ دن بدن اللہ تعالیٰ جسم کو تاب و طاقت صحت اور تندرستی بخشتا جائیگا۔ بری غذا کھاؤ۔ اللہ پاک قوت کو سلب صحت اور تندرستی میں فتور ڈالدیگا جیسی خوراک ملتی ہے قدرت بدن میں ویسی ہی تبدیلی کر دیتی ہے انسان کی بد اعتدالیوں سے جو جسمانی امراض پیدا ہو جاتے ہیں اسکے معالج ڈاکٹر یا حکیم ہوتے ہیں۔ پھر مناسب ادویہ اور مناسب معالجات پر وہی (خدا) تندرستی بخشدیتا ہے بعینہ یہی مثال حقیقی حکیم قادر مطلق کی ہے کہ وہ امراض روحانی کو بذریعہ برگزیدہ رسول و نبی اور مجدد نیست و نابود کر دیتا ہے۔ بشرطیکہ مریض روحانی انکے حکم پر عمل کرلے۔ ورنہ بجز ہلاکت کے کوئی چارہ نہیں۔ روحانی بیماریوں کی کمی و بیشی انسانی افعال کا نتیجہ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبر ہرگز نہیں ہوتا۔ انسان جیسا کرتا ہے ویسا پھل پاتا ہے ؛

ایک انسان پہلے سے بیمار ہے وہ بد اعتدالیاں کر کے مرنے کو تیار ہو گیا اور تھوڑے ہی دیر کے بعد دنیا سے چل بسا۔ اب اگر اسکی بیماریاں (بموجب مشیت) خدا نے ہی بڑھائیں اور خدا نے ہی اس پر موت وارد کی تو اس آیت پر اعتراض ہی کیا ہے۔ فی قلوبھم مرض

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فزادھم اللہ مرضاً ولھم عذاب الیم بما کانوا یکذبون۔

ناظرین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انا ھدینٰہ السبیل اما شاکراً واما کفوراً۔ ہم نے لوگوں کو سیدھی راہ بتا دی ہے پھر کوئی چاہے اپنے اختیار سے مان لے۔ چاہے انکار کرے۔ ان ھذہ تذکرۃ فمن شاء اتخذ الیٰ ربہ سبیلاً۔ یہ قرآن شریف پر از وعظ ونصیحت ہے جس کا جی چاہے اس سے نصیحت لے۔ ھدی للناس۔ یہ کتاب یعنی قرآن مجید دنیا کے لئے رہنما ہے۔ پس اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان کو خواب غفلت سے بیدار کرنے کیلئے بوقت ضرورت انبیاء اور رسل بھیجتا رہا۔ پھر خدا کا کسی کو گمراہ کرنا یا کسی کا مرض بڑھانا۔ کوئی دانشمند انسان۔ کو اپنے ابتدائی معنوں میں نہیں بتا سکتا۔ بلکہ صرف لقائی معنوں میں یعنی اللہ نے ان کو انکی خود اختیار کردہ گمراہی یا مرض کی حالت میں چھوڑ دیا۔ چنانچہ دوسری جگہ گویا اس آیت کی تفسیر ہے۔ ویذرھم فی طغیانھم یعمھون۔ اور خدا ان کو انکی خود اختیار کردہ سرکشی میں چھوڑ دیتا ہے۔ وہ بھٹکتے رہتے ہیں۔ ویمدھم فی طغیانھم یعمھون۔ خدا انکو انکی سرکشی میں مہلت دیتا ہے اور وہ سرگردان ہو رہے ہیں۔ پس قرآن کریم سے ظاہر ہے کہ کفار اپنا کفر اور روحانی مریض اپنا مرض خود بڑھاتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا۔ ان الذین کفروا بعد ایمانھم ثم ازدادوا کفراً لن تقبل توبتھم واولٰئک ھم الضالون۔ یقیناً جن لوگوں نے اپنے ایمان کے بعد کفر کیا۔ پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے انکی توبہ ہرگز قبول نہیں ہوگی اور یہ لوگ ستمگار ہیں۔ اسی طرح بہت سی آیات کلام الٰہی میں موجود ہیں کہ کفار اور منافقین اپنا کفر اور مرض آپ ہی بڑھاتے ہیں اور وہ اپنے فعل کے خود ہی کاسب ہیں۔ نہ کہ نعوذ باللہ خدا ❖

پس حقیقت الامر یہ ہے کہ فزادھم اللہ مرضاً میں زاد سے مراد زیادہ کرنے کے نہیں۔ بلکہ زیادتی میں رہتے دینے اور اس حالت میں چھوڑ دینے کے ہیں یعنی فعل کے ابتدائی معنی نہیں۔ بلکہ لقائی معنی ہیں۔ اسکی تفسیر کے لئے دیکھو۔ فلما زاغوا ازاغ اللہ قلوبھم واللہ لا یھدی القوم الفاسقین۔ جب موسیٰ کی قوم کے دل ٹیڑھے ہو گئے تو خدا تعالیٰ نے بھی انہیں ٹیڑھا رہنے دیا اور جبراً ہدایت پر نہ لایا۔ کیونکہ خدا آپ ٹیڑھے ہونے والوں فاسقوں کو ہدایت پر نہیں لایا کرتا۔ کیا اس جگہ ازاغ اللہ قلوبھم کے معنی ابتدائی ازاغت بن سکتے ہیں۔ یعنی خدا نے ان لوگوں کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہرگز ہرگز نہیں - بلکہ چونکہ انکے دل (زاغوا) خود ٹیڑھے ہو گئے تھے۔ اسلئے خدا نے یوں کیا کہ انکو انکی حالت پر چھوڑ دیا۔ یہ کیسی سچی اور صحیح فطرت کے موافق تعلیم ہے ٭

ناظرین! مرض کا اطلاق کبھی دل کی مغموم حالت پر بھی ہوتا ہے جیسا کہ تفسیر کبیر مطبوعہ استنبول میں مسطور ہے۔ مرض کا اطلاق غم دل پر بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ عرب کہتے ہیں کہ مرض قلبی من امر کذا - میرا دل فلاں بات سے مغموم ہو گیا - پس ایسی صورت میں آیت کا مطلب یہ ہے کہ ان کے دل میں کفر و نفاق کا مرض تھا - اب جوں جوں اسلام کی ترقی ہونے لگی اور اسلام بڑھنے لگا - اللہ تعالیٰ اُن کا غم و الم اور بڑھاتا گیا - وہ ہرگز ہرگز نہیں دیکھ سکتے کہ اسلام کا بول و بالا ہے اسلام کے بڑھنے سے انکا مرض کفر اور نفاق بڑھتا بڑھتا کمال حسد کی طرف پہنچا - اور خدا نے اسکی پاداش میں ان کو غم کھاتا - کڑھتا اور جی جلاتا اور بڑھا دیا ٭

واضح ہو کہ کبھی اسناد فعل فاعل کی طرف مجازی ہوتا ہے جیسے کہتے ہیں کہ ما زادک موعظتی الا فسادا - میری نصیحت نے تو تجھ کو اور بگاڑ دیا - حالانکہ نصیحت کا خاصہ بگاڑنا نہیں - بلکہ سنوارنا ہے - لیکن چونکہ مخاطب نے نصیحت کو بالکل نہ سُنا - بلکہ اسکی مخالفت کرکے اپنے آپ کو اور بگاڑ لیا اسلئے کہا گیا کہ تم کو تو میری نصیحت نے اور بھی بگاڑ دیا - قرآن شریف میں ارشاد ہے فلما جاءھم نذیر ما زادھم الا نفورا - جب ان کے پاس ڈر سنانے والا آتا - تو اس نے ان کی نفرت کو اور بھی بڑھا دیا - یعنی ڈرانے والے کی طرف توجہ نہ دینے اور مخالفت حق میں ترقی کرنے کی وجہ سے انکی نفرت اور بھی بڑھ گئی - چونکہ نذیر کے آنے سے انکی نفرت میں ترقی ہوئی اسلئے مجازاً نفرت کا بڑھانا نذیر کی طرف منسوب کیا گیا ٭

پس اسی محاورہ کے مطابق اس آیت میں بھی کہا گیا ہے کہ فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا ٥ انکے دل میں کفر و نفاق کا مرض تھا - اب کلام الٰہی کے متواتر نزول اور پے در پے نصیحت نے بوجہ مخالفت و شقاق ان کا مرض اور بڑھا دیا - خدا کی طرف اسلئے منسوب کیا کہ قرآن پاک کا اتارنے والا اور دنیا میں ہدایت کے لئے رسول بھیجنے والا وہی تھا - مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی - اس بات کو بطور محاورہ یوں تعبیر کیا ہے پس فزادھم اللہ مرضا سے یہ نتیجہ نکالنا کہ خدا نے روحانی بیماری بلاوجہ زیادہ کی - محاورہ زبان سے ناواقفیت کی دلیل ہے ٭ عبد الحی - عتیق - الہ دین بلڈنگس - سکندر آباد دکن ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ویدوں میں لاثانی ہستی خدا نہیں بلکہ گائے

کِم سِوِت سُوریہ سمم جیوتی کِم سمُندر سمم سرا کِم سِوِت پرِتھویا ورشیہ کسیہ ماترا نہ وِدیئتے ۱۱

(یجُروید ادھیائے ۲۳ منتر ۴۷)

ہندی ارتھ:۔ کونسی ہے سوریہ کے سماں جیوتی ؟ کونسا ہے سمُندر کے سماں تالاب ؟ کون ہے پرِتھوی پر ورِسٹی کرنے والا ؟ کِسکی تُلنا نہیں ہے ؟

اُردو ترجمہ:۔ آفتاب کی مانند کونسی روشنی ہے ؟ سمندر کی طرح کونسا تالاب ہے ؟ کرۂ ارض پر بارش برسانے والا کون ہے ؟ (اور) وہ کون (ہستی) ہے جس کا ثانی (ہی) کوئی نہیں ؟

اس منتر میں سائل نے وید کے رشی یا مصنف سے چار سوال کیئے ہیں کائنات عالم میں اوّل۔ سورج کی مثل کوئی اور روشنی بھی ہے ؟ دوم۔ کیا سمندر کی مانند دنیا میں کوئی اور بھی ایسا تالاب (سمندر) ہے ؟ سوم۔ اس پرتھوی یا زمین پر ورشٹی کرتا یا بارش برسانے والا کون ہے ؟ چہارم۔ آخر میں سائل دریافت کرتا ہے کہ اس تمام برہمانڈ یا دنیا کے جہان میں کوئی ایسی ستا یا ہستی بھی ہے جو ادویتہ بے نظیر و لاثانی ہو ؟

اِن چار سوالوں کا جواب ویدک رشی کی طرف سے مندرجہ ذیل منتر میں ملاحظہ ہو۔ فرمایا:۔

"برہم سُوریہ سمم جیوتر دیئو سمُدر سمم سرا: اِندرا پرِتھوئے ورشِی یان گوستو ماترا نہ وِدیئتے ۱۱"

(یجروید ادھیائے ۲۳ منتر ۴۸)

ہندی ارتھ۔ "برہما ہے سُوریہ کے سماں جیوتی۔ دیئولوک ہے سمُدر کے سماں تالاب۔ اِندر ہے پرتھوی کے اُوپر ورشٹی کرنے والا۔ گائے کی تو تُلنا ہی نہیں ہے"

اُردو ترجمہ۔ (اے سائل) آفتاب کی مانند روشن یا جیوتی پرمیشور ہے (اور) سمندر کی طرح دیئولوک (کرۂ ہوائی) ہے (اور) اندر (بادل) ہے زمین پر مینہ برسانے والا۔ اور گائے کا تو کوئی ثانی ہی نہیں +

سائل نے پرشن کیا تھا کہ آفتاب کی مانند کونسی روشنی ہے ؟ جواب ملا۔ پرمیشور! سوال کرنیوالے نے سوال کیا کہ سمندر کی طرح کون تالاب ہے ؟ رشی نے فرمایا کہ دیئولوک ( ) جگیاسو نے پوچھا کہ مینہ برسانے والا کون ہے ؟ مصنف وید نے کہا کہ بادل۔ ہاں سائل کے آخری مگر نہایت ہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اہم سوال کے جواب میں مقدس رشی نے اپنی زبان فیض ترجمان سے بدیں الفاظ گوہر افشانی فرمائی کہ دنیا میں وہ وجود جس کا کوئی بھی ثانی نہیں، وہ گائے ماتا کا ہی وجود باجود ہے۔ آفتاب کی مانند پرمیشور اور سمندر کی مانند دیو لوک وغیرہ مگر گائے ہی ایک ایسی ہستی ہے جسکی مثل و مانند کوئی نہیں۔ یہی وہ پاک اور اعلیٰ وجود ہے جس کے برابر اور کوئی بھی نہیں ہو سکتا +

قارئین کرام! یہ ہے وہ ویدک توحید جسکے لئے آریہ سماجی دوست حد سے زیادہ رطب اللسان نظر آتے ہیں۔ ہاں ہاں یہی ہے وہ وحدت الٰہی جسکے گیت حاملان وید گلا پھاڑ پھاڑ کر گایا کرتے ہیں۔ اور یہی ہے وہ توحید کا جھنڈا۔ جسے خانہ کعبہ کی سرزمین مقدس میں گاڑنے کیلئے ہمارے ویدک بھائی بے تاب ہو رہے ہیں +

اے کاش ان کو معلوم ہوتا۔ کہ لاثانی ہستی۔ تو ایک ہی ہے جو خداوند زمین و آسمان خالق مادہ وارواح ہے جس کی شان قرآن مجید میں یوں آئی ہے۔ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ - اس کی مانند کوئی چیز نہیں اور وہی سننے والا بینا ہے زمین و آسمان کی کنجیاں اسکے قبضہ قدرت میں ہیں جسے چاہے کھلا رزق دے جسے چاہے تنگ کیونکہ وہ مالک ہے (رد تناسخ) اور وہ ہر چیز کا عالم ہے (مادہ و روح کو بھی پیدا کر سکتا ہے)

یہی وہ لاثانی وجود ہے جسکی پرستش ایک مسلم کرتا ہے اور جسکی ثناء وہ دن میں بیس پچیس بار کرتا ہے اور کہتا ہے هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ - اَللّٰهُ الصَّمَدُ - لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ - وہ اللہ ایک ہے ہر قسم کے اسباب سے بے نیاز۔ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ نہ اس کا کوئی بیٹا۔ اور نہ کوئی اس کا ثانی۔

اسلام تو اس توحید کا حامل ہے لیکن وید میں جو توحید خداوندی ہے وہ یہ ہے کہ لاثانی وجود گائے ہے اس کی تلنا کوئی نہیں۔ لیکن اسلام کے خدا نے اپنے ایک نبی کی معرفت جو حکم دیا وہ بدیں الفاظ قرآن مجید میں مذکور ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً یہ اس لئے تا باطل پرستوں کو معلوم ہو کہ جسے لاثانی وجود کہتے ہو۔ وہ تو ایک چھری کی مار ہے +

صداقتوں کی روشنی ۶ر — مباحثہ سرگودہ ۲ر — تحقیق امام آخرالزمان ۶ر — تکمیل مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی ۴ر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبلیغ قرآن

خدا تعالیٰ کے فرمان واجب الاذعان:- يَاۤ اَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ کی تعمیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین نے پوری طرح سے کی۔ جزیرہ عرب اور شام۔ مصر۔ ایران میں مستقل طور سے علمِ توحید نصب کیا گیا اور دیگر ممالک میں بھی بذریعہ مبلغین وغیرہ تبلیغ قرآن کی روشنی پہنچتی رہی۔ خلفائے راشدین کے زمانہ میں عموماً وہ لوگ موجود تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فیض صحبت سے نور توحید اور علم دین حاصل کیا تھا ہر ایک ان میں سے تبلیغ احکام قرآن اور اشاعت اسلام میں محض حصول رضائے الٰہی و متابعت رسالت پناہی میں ساعی و سرگرم رہتا تھا۔ یہ کام کسی خاص فرقہ یا گروہ پر انحصار نہ رکھتا تھا۔ جب خلافت راشدہ کے بعد موروثی سلطنت کی بنیاد پڑی اور جو شخص عہدہ خلافت پر ممتاز ہونے لگا یا سرخیل جماعت بننے لگا وہ فرض تبلیغ میں سست یا بالکل غافل نکلنے لگا۔ اور نزول قرآن کی غرض فوت اور عقائد اسلام میں رخنہ اندازی ہونے لگی تو اس ہولناک خطرہ کو بھانپ کر بعض مقدس علمائے باعمل نے تبلیغ احکام قرآنی کے لئے اپنی زندگی وقف کردی۔ اور ایک خاص اسلامی مشن مقرر ہوگیا۔ جو اپنے شاگردوں مریدوں کو زہد و تقویٰ۔ صبر و قناعت۔ رضاء و تسلیم کی تعلیم دیتے اور متوکلانہ زاہدانہ بلاغرضانہ سادہ زندگی اور تحمل شدائد کی مستقل عادت ڈلواتے۔ جب کچھ مدت کی ریاضت اور مجاہدہ سے صفات مذکورہ طبیعت ثانی بن جاتیں اور فضائل چہارگانہ حکمت۔ شجاعت۔ عفت۔ عدالت کے مظہر ہوجاتے تو انکو اشاعت اسلام پر ادھر اُدھر بھیجدیتے۔ تابعین میں سے ایسے معلم روحانی امام زین العابدین۔ خواجہ حسن بصری۔ قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم وغیرہ اصحاب ممتاز گذرے ہیں۔ یہ مقدس گروہ دن بدن اپنے اعمال صالحہ۔ بے لوث افعال۔ اتباع شریعت کے سبب اہل اسلام میں موثر ہوتا گیا۔ اور یہی لوگ بوجہ صوف پوشی یا صفائی و برگزیدگی صوفی کہلانے لگے۔ ان لوگوں میں حصول علوم ظاہری کے بعد مجاہدہ و ریاضت کے باقاعدہ اصول سے نفس کشی کیجاتی اور ہواجس نفسانی کو دبایا جاتا۔ انوار روحانی تعلقات جسمانی پر غالب آ جاتے اور خوارق عادات دکھاتے تھے اور عوام کی ارادت صادقہ کو بڑھاتے اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غیر مذاہب پر اسلامی صداقت کا اثر ڈالتے۔ بنی فاطمہ آل نبی ہونیکی وجہ سے اوروں پر فوقیت رکھتے
تھے بنی امیہ کے زوال اور بنی عباس کے اقبال کا یہی سادات باعث ہوئے ظاہری سلطنت تو انکو
نہ ملی۔ مگر مذہبی حکومت کے عموماً یہی سادات مالک رہے ۔

ان میں سے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ میں مرجع خلائق ہو کر کمالات معنوی قبولیت عامہ اور
ہدایت تامہ کے کمال معراج پر پہنچ گئے۔ اور بڑے بڑے علماء و فضلاء آپ کی بیعت سے مشرف ہو کر
ہدایت خلائق پر مامور ہوئے۔ اہل سنت جماعت اور شیعہ دونوں فرقے آپ کی صلح کل اور صوفیانہ روش
کے معتقد رہے اسی طرح اور بزرگان مثل داؤد طائی۔ فضیل بن عباس وغیرہ صوفیائے عظام
زہد و توکل کی زندہ تصویر بن کر تبلیغ قرآن کی ڈیوٹی ادا کرتے تھے۔ بعد ازاں بھی عراق میں
جو اس وقت مرکز اسلام تھا جنید۔ شبلی۔ معروف کرخی وغیرہ تعلیم توجہ علمی و عملی دیتے رہے
دیگر ممالک میں بھی ان مبلغین کی اسی طرح کی سرگرمی تھی ۔

عراق ایران میں جب خلفائے عباس کی گرفت کمزور ہو گئی تو فرقہ امامیہ۔ قرامطہ۔ اسماعیلیہ
نے تفرقہ ڈالکر اسلام کی یکجہتی و اتحاد کو نقصان پہنچایا۔ عملی جوش کم ہو گیا۔ اور عیسائیوں
نے شام و بیت المقدس کو لے لیا۔ ایسی حالت میں علمائے صوفیہ کی برکات سے فرقہ بندی
اور اختلاف کم ہونے لگا اور اس استحکام و ربط قومی کا سہرا الشیخ عبدالقادر گیلانی رضی اللہ عنہ
کے سر رہا۔ جنہوں نے علمی خدمات و روحانی کمالات کی وجہ سے فرقہ بندی کا زور توڑ کر اتحاد کی
حبل المتین میں قوم کو جکڑ دیا۔ اس عہد کے دیگر علمائے ربانی نے بھی قوم کے مردہ جوش کے زندہ
کرنے میں کمی نہ کی۔ خادم اسلام نور الدین زنگی اور صلاح الدین ایوبی اس مبارک عہد کے روشن
ستارہ تھے جنہوں نے شام اور بیت المقدس میں ۹۱ سال بعد پر میراث فاروقی کو حاصل کیا۔
مصر۔ ایشیا کوچک۔ شمالی افریقہ۔ سپین۔ جزائر بحیرہ روم۔ ایران۔ ترکستان۔ قفقاز۔ روس
چین جزائر بحر ہند۔ بحر الکاہل میں ان صوفیائے کرام اور تاجران اسلام نے تبلیغ کا فرض ادا کیا
ہندوستان میں عہد خلافت راشدہ میں ہی اسلامی جھنڈا سندھ میں قائم کیا گیا۔ اسی عہد کی
یادگار موضع پیر عبد الرحمن تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ میں خانقاہ عبد الرحمن موجود ہے جسکو مجاور
عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بتلاتے ہیں مگر درست نہیں بہر حال عہد خلافت راشدہ کے کسی
مبلغ کی قبر ہے جسکا نام عبد الرحمن تھا۔ بابا رتن جی کا مزار بھٹنڈہ میں زیارتگاہ عوام ہے اسی عہد کے
مبلغ درویش ہیں۔ دکن میں مغربی گھاٹ میں مسلمان تاجروں کے ذریعہ اسلام پہنچا چونکہ علم دین کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حصول ہر ایک مسلمان کا ابتدائی فرض تھا اور پابندیٔ احکام قرآن کا ہر ایک مسلمان نمونہ تھا اسلئے اُس عہد کے سوداگر اہل صنعت وغیرہ جملہ مسلمان اپنے عملی نمونہ سے غیر مذاہب کو اسلام کی طرف کشش کرنیکی صلاحیت رکھتے تھے اسلئے اس زمانہ کا ہر ایک مسلمان تبلیغ کرتا تھا اور کر سکتا تھا شروع عہد امویہ میں مبلّغین کو سہولت رہی اور عباسی اقبال کے زمانہ میں بھی تبلیغ کا کام ہندوستان میں جاری رہا۔ زوال عباسیہ کے وقت اسلامی طاقت ہندوستان میں کم ہو گئی اور ہندو طاقت نے تبلیغ کے کام میں مشکلات پیدا کر دیں اور سندھ میں اسلامی عنصر بہت کم تعداد میں قائم رہ سکا ؎

غزنوی اقبال کے چمکتے ہی اشاعت اسلام کا دروازہ ہندوستان میں کھل گیا۔ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کئی لوگ اعلائے کلمۃ الحق کرنے لگے۔ شیخ علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش لاہوری اسی عہد کے مقدس مبلّغ ہیں۔ جنہوں نے لاہور کے ہندو جوگیوں کی استدراجی عظمت کو اپنی روحانی طاقت سے مغلوب کر کے حلقہ اسلام کو وسیع کر دیا۔ اور اپنے باکمال مریدوں کے ذریعہ تبلیغ کا کام ہندوستان میں پھیلا دیا ؎

عہد غوریہ میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ ہندوستان میں وارد ہوئے۔ اور پنجاب میں فرضِ تبلیغ ادا کرتے ہوئے اجمیر پہنچے۔ جہاں کا راجہ پرتھی راج چوہان کوس لمن الملکی بجا رہا تھا اور ابتک غازیان اسلام کی زد سے محفوظ تھا۔ اجمیر میں ابتک کوئی مسلمان علانیہ تبلیغ نہ کر سکا تھا۔ حضرت خواجہ بزرگوار رضی اللہ عنہ جو لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ کے مرتبہ علیہ کے عکس گزین تھے کسی بشری طاقت کا رعب انکو اعلان توحید سے نہ روک سکتا تھا۔ علانیہ اسلامی اعمال ادا کرنے اور تبلیغ قرآن کرنے لگے۔ ہندوؤں کی مذہبی روحانی طاقتیں انوار محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ماند ہو گئیں۔ چونکہ حضرت خواجہ بزرگوار رضی اللہ عنہ اسلام کے پیش خیمہ تھے جلدی سلطان محمد غوری رحمۃ اللہ علیہ نے میدان تراوڑی میں ہندو طاقت کا صفایا کر دیا۔ اور تمام شمالی ہندوستان کی تبلیغی مشکلات دور ہو گئیں۔ خواجہ بزرگوار رضی اللہ عنہ اور اُنکے جانشینوں کے کامل مرید ہندوستان کے ہر ایک حصہ اور ہندوستان سے باہر چین تک تبلیغ قرآن اور اشاعت اسلام پر مامور ہو گئے۔ ملتان کا مقدس خاندان سہروردیہ بھی چشتیوں کے دوش بدوش خدمت اسلام کرتا رہا۔ خواجہ بہاء الدین زکریا۔ خواجہ صدر الدین عارف۔ خواجہ رکن عالم صاحبان نے ہندوستان اور ملحقہ ممالک میں تبلیغ کی خدمت سرگرمی سے ادا کی۔ سلطان المشائخ نظام الدین رضی اللہ عنہ نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عہد غلامان خلجی۔ تغلق میں دہلی کے روحانی مدرسہ سے سینکڑوں باکمال روحانی شاگرد پیدا کیے جنہوں نے اشاعت اسلام کا کام اعلیٰ پیمانہ پر کیا۔

عہد مغلیہ میں اکبر میں شرعی تقیدؔ کی کمی کیوجہ سے مسلمانوں میں متابعت شریعت کا مادہ کم ہونے لگا تو شیخ احمد سرہندی رضی اللہ عنہ مجددیت کے دعویٰ سے مسند افادت پر متمکن ہوئے اور تبلیغ و اشاعت کا فرض بخوبی ادا کیا۔ اسی طرح بعد میں بھی علمائے ربانی خدمت اسلام کرتے رہے۔ اور بعض اسلامی صداقت کا نمونہ اپنے قول فعل سے دکھا کر ہندوؤں کو مسلمان کرتے رہے جس میں حکومت اور طاقت کا کوئی واسطہ نہ تھا*

یہ بزرگان دین عباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما کا عملی نمونہ تھے انکے اخلاق حسنہ کا خاکہ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا میں دکھلایا گیا تھا انکو روحانی خواص و معارف کے حصول کا راز وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا میں مضمر تھا۔ وہ حصول درجات اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا کے لیے ہمیشہ ساعی و کوشاں رہے۔ اور گروہ صادقین میں داخل ہوئے *

موجودہ زمانہ کے سجادہ نشین اپنی حالت پر غور فرماویں کہ ان کے اعمال و افعال قرآن کے میزان قدر میں کیا وزن رکھتے ہیں کیا وہ بزرگان سلف کی تقلید میں نمائش و ریا۔ حرص و ہوا سے نفور۔ اشاعت اسلام۔ اور تبلیغ قرآن میں مشغول اور اعلائے کلمۃ اللہ میں مصروف ہیں اور خرقہ خلافت دیتے وقت شریعت کو طبیعت ثانی بنا کر اور طریقت کی کڑی منزلوں کو طے کرا کر ماذون فرماتے ہیں۔ اور وہ خود اور انکے خلیفے قرآن کو سمجھا سکتے ہیں۔ اور وقت و زمانہ کے ساتھ ساتھ حمائت و حفاظت اسلام کرتے ہیں۔ ظاہری و معنوی علوم کی تعلیم جو حضرات صوفیائے عظام کا فرض لازمی تھا کہاں تک پوری کیجاتی ہے اور اپنے مریدوں کو تبلیغ کے لئے کہاں کہاں مقرر کرتے ہیں۔ جو صاحب یہ دینی خدمات بجا نہیں لاتے وہ حضرات صوفیائے سلف کے جانشین کہلانے کے مستحق نہیں ہیں اور مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ وہ مولوی مثنوی کے شعر "اے بسا ابلیس ہردم روئے ہست * پس بہر دستے نباید داد دست" کے مظہر ہیں فقط

راقم۔ فقیر کرم الٰہی صوفی ڈنگوی

اڈیٹر ریویو ہم مکرم صوفی صاحب کے مضمون پر اتنا اضافہ کرنا چاہتے ہیں کہ نہیں از روئے

* مثلاً حضرت شاہ ولی اللہ ... حضرت سید احمد بریلوی۔ شاہ اسماعیل شہید ... (ایڈیٹر)

... ہمارے ... متعلقات ہیں *

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انصاف یہ تسلیم کر لینا چاہیئے کہ اسوقت سلف صالحین کے طریق پر تبلیغ قرآن کرنے والا یہی سلسلہ احمدیہ ہے جس نے یورپ امریکہ جزائر میں اسلام کے مشن قائم کیئے۔ اور بہت سی سعید روحوں کو کلمۂ توحید پڑھایا۔ اور صرف یہی ایک جماعت ہے جس کا پیشوا مبلغین تیار کر کے اکناف عالم میں بھجوا رہا ہے اور جس کی نسبت دعوٰی سے کہا جاتا ہے کہ اعلم بالقرآن ہے اور اسی لئے احق بالامامت ہے ؛

دیو سماج اور ہم

(۱)

دیو سماجی فرقے کا اخبار جیون تت خواہ مخواہ ہمارے سلسلہ عالیہ کے مُنہ آیا ہے اور اس نے دو تین ریمارک اپنی جون کی اشاعتوں میں کر کے اپنے اس علم و عقل کا ثبوت دیا ہے جس کی بناء پر وہ خداوند زمین آسمان خالق این وآں سے برگشتہ ہو کر ایک انسان ہاں ایک کمزور انسان کی پوجا پاٹ پر نازاں ہے حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا تھا۔ کہ اللہ کے لفظ کی بے ادبی ناشناس مدعیان اسلام میں بڑھتی جاتی ہے جب کسی کی تباہی و بربادی کا ذکر کرنا ہو تو کہتے ہیں۔ وہاں تو اللہ ہی اللہ ہے یعنی کچھ بھی نہیں۔ حالانکہ جہاں اللہ ہو وہاں سب کچھ ہے جیون تت لکھتا ہے۔ .. .. .. "خدا کے جھوٹے یقین کی وجہ سے انسانی دنیا میں باہمی نہایت سخت نفرت و کدورت اور رشتوں میں دوری اور ہولناک کُشت و خون اور تباہی واقع ہوئی ہے جتنا جلد انسانیت اس جھوٹے یقین سے آزاد ہو سکے بھلا ہے"۔ جیون تت اپنی نادانی سے یہ سب کچھ کہہ گیا ہے۔ حالانکہ سچی بات یہ ہے کہ دنیا میں امن امان کا ضامن صرف ایمان باللہ ہے۔ جہاں اللہ پر ایمان دل میں مستحکم ہوا۔ انسانیت کے اندر سے نفرت کدورت دُور ہوئی۔ خطۂ عرب کی مثال موجود ہے کہ وہاں ہر قبیلے میں پھوٹ تھی یہاں تک کہ ایک معمولی سی بات پر چالیس چالیس برس تک لڑائی رہتی۔ جب حضرت محمد مصطفےٰ نے ان کے دلوں میں ایک خدا کا یقین بٹھایا وہ آپس میں بھائی بھائی بن گئے چنانچہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کنتم علےٰ شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا۔ (تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے تو خدا نے تمہیں اس سے نکال لیا)۔ اور فرمایا۔ ھو الّذی ایّدک بنصرہٖ و بالمؤمنین والّف بین قلوبھم لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الّفت بین قلوبھم ولٰکنّ اللہ الّف بینھم انہ عزیز حکیم (پ ۱۰) وہی ذات پاک جس نے تجھے اپنی نصرت سے اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے قلوب سے مار دی۔ اگر تو جو کچھ زمین میں ہے سب کچھ بھی خرچ کر دے۔ تو ان لوگوں کے دل میں یہ الفت یہ باہمی اتحاد پیدا نہیں کر سکتا۔ لیکن اللہ ہی ہے جس نے ان میں یہ الفت پیدا کر دی وہ غالب حکمت والا ہے؛ آپ کے بعد ہر صدی میں اس کا ثبوت عملی طور پر ملتا رہا۔ اب پھر ہمارے زمانے میں مختلف فرقوں کے افراد میں جو عناد اور بُغض تھا خدا کے فرستادہ مامور کے ہاتھ پر جمع ہونے سے دُور ہوا۔ ہاں جو لوگ اس توحید و وحدت کے جھنڈے تلے نہیں آئے وہ اس فیض سے محروم ہیں۔ دوم علمی طور پر بھی وہ اصول پرکھے جا سکتے ہیں۔ جن پر اسلام کا مذہب قائم ہے کہ آیا اس کی بنیادی باتیں کُشت و خون اور باہمی مناقشات کو دُور کرنے والی ہیں یا نہیں۔ برخلاف اسکے جس قدر قومیں اللہ کی اطاعت سے دُور ہوتی گئیں تباہ و برباد ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔ ہر مذہب کی ابتدائی اور انتہائی تاریخ اور پیش آمدہ واقعات پر غور کرنے سے یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے کہ اتفاق و اتحاد اللہ پر ایمان نے پیدا کیا پھر جوں جوں اللہ پر ایمان کم ہوا۔ نفاق و شقاق بڑھتا گیا۔

(۲)

دوسری بات جو جیون تت نے لکھی ہے وہ یہ ہے کہ گناہ آلود زندگی سے پیغمبران خدا نے نہیں بچایا بلکہ دیو سماج نے۔ تعجب ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح (جن کے کلام پر جیون تت معترض ہے اور جن کے حالات سے یہاں تک بے خبری ہے کہ ان کے صحیح نام سے بھی واقف نہیں) نے جو جواب دیا تھا۔ اسے یہ فرزانگی اور ہمہ دانی کا مدعی اخبار سمجھ نہیں سکا۔ اور خواہ مخواہ پھر وہی بات کر دی ہے جسکی تردید کر دی گئی تھی۔ حضور نے فرمایا تھا کہ اپنے گروہ میں شامل ہونے کی یہ شرط کر لینا کہ جو شخص فلاں فلاں بُری بات چھوڑ دے وہی اس میں داخل ہو۔ اور پھر یہ دعویٰ کرنا کہ خدا کے انکار کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے گروہ میں وہ بد اخلاقیاں نہیں ہیں۔ کوئی قابل تعریف بات نہیں ہے کیونکہ گناہوں کے چھڑانے کا یہ کام اس سماج نے نہیں کیا بلکہ یہ تو شخصی کوشش کا نتیجہ ہے۔ اسکے جواب میں جیون تت نے یہ نہ بتایا کہ فلاں فلاں آدمی شرابی کبابی ٹھگ بے ایمان تھے اور دیو سماجی بننے کے بعد یہ بُرے کام چھوڑنے کی توفیق پائی بلکہ لامحالہ اسے اقرار کرنا پڑیگا کہ جب تک ان باتوں کو چھوڑنے کا اقرار نامہ نہیں دیا انہیں سماج کی ممبری میں داخل نہیں کیا گیا۔ جب صورت حال یوں ہے تو پھر بتاؤ دیو سماج نے کونسا کام کیا؟ دوم اگر مقابلۃً دیکھا جائے تو یہ بالکل غلط ہے کہ دیو سماج کے بانی نے کسی نبی اللہ سے بڑھ کر کام کیا۔ سوم پہلے یہ فیصلہ ہو جانا چاہیئے کہ گناہ اور بُرائی کس چیز کا نام ہے بہت سی ایسی باتیں ہیں۔ کہ جنہیں غلطی سے گناہوں کی فہرست میں شامل کر لیا گیا ہے۔ چنانچہ مذہب اسلام کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قصور یہ بتایا ہے کہ اس نے گوشت خوری اور جانوروں کی قربانی۔ اور کئی کئی بیویاں رکھنے وغیرہ مہاپاپوں اور جرموں کی کھلم کھلا تعلیم دی ہے حالانکہ یہ باتیں نہ صرف یہ کہ گناہ ہی نہیں بلکہ بہت سی نیکیوں کا سرچشمہ ہیں۔ نہیں سمجھ سکتا کہ گوشت خوری کیوں مہاپاپ ہے اور جانوروں کی قربانی میں کیا جرم ہے جبکہ انکو اشرف المخلوقات اپنے جسم کا جزو بنا کر ادنیٰ سے اعلیٰ حالت میں منتقل کرتا ہے اور ایک بیوی کی زندگی میں دوسری بیوی میں کیا قباحت ہے جبکہ نکاح و شادی کی اغراض کو یہ امر تقویت دینے والا ہے۔ چہارم دیوسماجی اخبار جس بات کو خدا کے یقین پر مبنی قرار دیتا ہے ہم کہتے ہیں کہ وہ خدا کا یقین ہی نہیں بلکہ خدا کا عملی رنگ میں انکار ہے۔ جو قولی انکار سے بھی سخت تر ہے۔ خدا تعالیٰ تو ایک نور ہے۔ جب نور کے ساتھ اندھیرا جمع نہیں ہو سکتا تو کیونکر ممکن ہے کہ خدا کے ایمان کا نور کسی دل میں موجود ہو۔ اور پھر اس میں گناہ کا خیال رہے۔ محض عیسائی یا یہودی یا مسلمان کہلانا اس بات کا ثبوت نہیں کہ خدا پر ایمان بھی ہے۔ پنجم یہ بات کہ بعض دیوسماجیوں نے رشوت یا بے ایمانی سے ٹھگا ہوا روپیہ واپس دے دیا ہے یہ کوئی ایسی بات نہیں ہزاروں مسلمان اور خدا پرست ہیں جو رشوت اور بے ایمانی کے کاموں سے قطعاً متنفر ہیں۔ مگر وہ ایسے چھوٹے بچے نہیں کہ اخباروں میں اعلان کرتے پھریں آج میں نے اپنی ماں کو مٹکے سے پانی نکال کر دیا۔ اور ایک شخص کی جوتی ذرا ٹیڑھی پڑی ہوئی تھی میں نے اسے سیدھا کر دیا۔ مومن ایک دریائے بے پایاں ہے وہ ہزاروں نیکیاں کرتا ہے اور پھر انکا ذکر تک کرنا حبط اعمال کا موجب سمجھتا ہے۔ ششم دیوسماجی خدا کے منکر ہو کر پھر کس منہ سے نیکی و تقویٰ کے مدعی ہو سکتے ہیں جبکہ معمولی تہذیب کی باتوں سے بھی عاری پائے جاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ اسی مضمون میں دنیا کے ایک بہت بڑے حصے کے مقتداؤں اور پیشواؤں کی نسبت کیسے کیسے نامزا الفاظ استعمال کئے ہیں۔ لکھا ہے کہ آتما اور دھرم کے نام سے دنیا کو مختلف توہمات میں ڈبونے اور گناہوں کی سزا سے معافی کے جھوٹے لارے دیکر انہیں اور بھی زیادہ گناہ میں دلیر بنانے کا کام کیا ہے۔ کیا جیون تت کا ایڈیٹر قرآن مجید سے کوئی ایسی مثال پیش کر سکتا ہے جس میں کسی توہم میں انسانی دنیا کو ڈالا گیا ہو یا گناہوں کی سزا سے معافی کا جھوٹا لارا دیکر گناہوں میں دلیر بنانے کا کام کیا ہو۔ وہاں تو قرآن مجید ہی کی صفت ہی یہ لکھی ہے ھدًی للناس یعنی نوع انسان کے لئے ہدایت نامہ اور فرمایا۔ کتابٌ انزلناہ الیک لتخرج الناس من الظلمٰت الی النور۔ اور ارشاد ہوتا ہے یأمرھم بالمعروف وینھٰھم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عن المنکر ویحلّ لھم الطیّبٰت ویحرّم علیھم الخبٰئث ویضع عنھم اصرھم والاغلٰل التی کانت علیھم (بُری باتوں سے روکتا ہے اور نیک باتوں کا حکم دیتا ہے اور پاکیزہ چیزیں حلال کرتا اور ناپاک حرام کرتا ہے اور ان کے بوجھ ان سے اتارتا ہے اور ان توہّمات کی بندھنوں سے انہیں نجات دیتا ہے جن میں وہ گرفتار تھے) پھر جس قدر بھی اسلام کے ارکان ہیں کیا نماز کیا روزہ کیا حج کیا زکوٰۃ سب کا نتیجہ یہ بتایا کہ نیکی اور تقویٰ کی زندگی۔ گناہوں سے نفرت بدی سے دُوری۔ پس ان حوالوں سے ثابت ہے۔ کہ کلام الٰہی کا نزول اور نبی کا ظہور مختلف توہّمات اور گناہوں سے انسانی دنیا کو بچانے کے لئے ہوتا ہے اور گناہوں کی سزا پر اطلاع دینے کے لئے چنانچہ فرمایا فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم۔ جو لوگ اس نبی کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ہیں وہ ڈریں کہ انہیں کوئی مصیبت پہنچے یا دکھ دینے والا عذاب۔ آپ تو کہتے ہیں گناہوں کی معافی کے لارے دیئے جاتے ہیں مگر قرآن مجید میں آتا ہے الیوم تجزٰی کل نفسٍ بما کسبت آج ہر جان کو اس کا بدلہ دیا جائیگا جو اس نے کمایا۔ من عمل سیئۃ فلا یجزٰی الا مثلھا جو بُرائی کریگا اسی کے برابر بدلہ پائے گا۔ ہفتم محض زبان سے کہنا کہ خدا پرستوں میں گناہ زیادہ ہے فضول ہے۔ دیوسماجیوں میں جو کچھ ہے وہ بھی دیو رتن اور دھرم پال کے ذریعے بہت کچھ ظاہر ہو چکا ہے۔ اس طرح تو ایک دوسرے پر معائب تھوپنے اور الزامات لگانے کا کام شروع ہو جائیگا۔ پھر جن قوموں کے عوام الناس سے اپنے خواص کا مقابلہ ہے۔ وہ کے آمدی اور گے پیر شدی کا مصداق ہے۔ ابتداء میں سب کو ایک جوش ہوتا ہے۔ نیز سب سے بڑا گناہ تو اس واجب الوجود خالق و رازق ہستی کا انکار ہے یہ گناہ کیا کم ہے دیکھنا تو یہ ہے کہ نیک اور پاکیزہ وجود جو دوسرے بہت سے انسانوں کی زندگیوں میں بھی ایک حیرت انگیز انقلاب پیدا کر دیں۔ کس مذہب کے ماننے والوں میں پیدا ہوتے ہیں اسلام تو اس کا ثبوت ہر زمانے میں دیتا آیا ہے۔ ہشتم یہ کہ دینا کہ خدا پرست ہی زیادہ جیل خانے میں ہیں ایک مغالطہ ہے اوّل تو دیوسماجیوں کی بمقابلہ دیگر مذاہب نسبت ہی کیا ہے۔ دوم مَیں پہلے کہہ چکا ہوں کہ محض زبان سے یہ کہنا کہ خدا ہے" گناہ آلود زندگی سے نہیں بچاتا۔ بلکہ۔ خدا پر یقین نہ صرف گناہوں سے بچاتا بلکہ مجسم نیکی اور تقویٰ بنا دیتا ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ اسوقت خدا پر کامل ایمان احمدی جماعت میں ہے اور ان میں سے چار فی لاکھ بھی جیل میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں۔ اخیر میں ہم جیون تت کو متنبہ کرتے ہیں کہ وہ ذرا سنبھل کر قلم اٹھایا کرے ۔

—— :(۳): ——

تیسری بات ہمارا آقا و پیشواء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے کی بابت ہے کہ سفر میں شدت پیاس کے وقت پانی کم تھا اللہ نے اس میں حضورؐ کے دست مبارک کی طفیل اسقدر برکت دی کہ سب کیلئے کافی ہوگیا۔ دیو سماجی اسپر ہنسی اڑاتا ہے۔ اور اس کا نام نہایت بدتہذیبی سے "گپ" رکھتا ہے حالانکہ اسی زمانے میں دو اسی قسم کی اور مثالیں حضرت خلیفۃ المسیح نے پیش کر دی ہیں ایک کشفی حالت میں قمیص پر سرخ چھینٹے پڑنا۔ دوم رؤیا میں خود حضورؐ کو مشک دیا جانا اور اسکی خوشبو کا بعد بیداری بھی پایا جانا۔

جیون تت لکھتا ہے کہ خدا ایسی ایسی باتیں خلوت میں کیوں دکھاتا ہے دیو سماج کے چیلنج پر کیوں میدان میں نہیں آتا۔ یا اسکے خاص عابد پبلک میں اسکے خالق ہونیکی کوئی واضح کرامات دکھلانے سے کیوں کتراتے ہیں؟

ہم کہتے ہیں کہ اوّل تو ان تینوں واقعات مذکورہ میں خلوت نہیں پانی کا زیادہ ہونا بھی سینکڑوں راستباز صحابیوں نے دیکھا بلکہ اس غیر مسلمہ عورت نے بھی جس کے گھر والے بھی آخر اس صداقت کو دیکھ کر ایمان لائے۔ اور سرخ چھینٹے بھی میاں عبداللہ صاحب سنوری نے دیکھے اور پھر اب تک وہ قمیص موجود ہے جسپر یہ سرخ چھینٹے پڑے ہیں اور اس کے ہزاروں زندہ گواہ ہیں ۔

اسی طرح مشک کی خوشبو نہ صرف خلیفۃ المسیح نے محسوس کی بلکہ آپکے گھر والوں نے بھی۔ دوم خدا تعالیٰ کے عابد ہر وقت حق کے پیاسوں کو آب حیات پلانے کیلئے تیار کھڑے ہیں۔ دیو سماج نے کیا چیلنج دینا ہے ہمارے امام و مقتدا نے تمام مذاہب کو چیلنج دیا کہ آؤ اور مجھ سے خدا کی ہستی کے نشان دیکھو سو آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند۔ ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے۔ چنانچہ ہمارے خلیفہ برحق حضرت محمود نے شملہ کی بلند و بالا چوٹی پر یہ اعلان کیا۔

آپ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ تو وفات پا چکے ہیں اب کس طرح مقابلہ ہو سکتا ہے کیونکہ آپ کا سلسلہ مٹ نہیں گیا اب بھی آپ کی جماعت موجود ہے اور ہم لوگ اس مقابلہ کیلئے تیار ہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ آج بھی اسلام کی صداقت ظاہر کرنے۔ اور اپنے پیارے بندوں کی اپنے نشانات سے تائید کرنے کے لئے اسی طرح موجود ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت قہری اور مہری نشانوں سے تائید کرنیکے لئے موجود تھا۔ اور پھر جس طرح آنحضرت صلعم کے بعد آپ کے صحابہؓ کے وقت تائید کرتا رہا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے بعد ہمارے وقت میں تائید کریگا اسلئے میں حضرت مسیح موعودؑ کے بعد تمام دنیا کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر کوئی ایسا ہے جسے اسلام کے مقابلہ میں اپنے مذہب کے سچا ہونے کا یقین ہے تو آئے اور آکر ہم سے مقابلہ کرلے۔ ×××× لیکن اس کے لئے یہ نہیں ہے کہ ہر ایک کھڑا ہو کر کہدے کہ میں مقابلہ کرتا ہوں بلکہ ان کو مقابلہ پر آنا چاہیئے جو کسی مذہب یا فرقے کے قائم مقام ہوں اس وقت دنیا کو معلوم ہو جائیگا۔ ××× اگر اس مقابلہ کیلئے مختلف مذاہب کے لوگ نکلیں تو ان کو ایسی شکست نصیب ہوگی کہ پھر مقابلہ کرنے کی انہیں جرأت نہ رہیگی"

(الفضل ۲۳ اکتوبر ۱۹۱۷ء)

جب یہ چیلنج دیا گیا تھا خدا جانے اسوقت دیو سماج کس کونے میں دبکا پڑا تھا کہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ اب بھی یہ چیلنج برقرار ہے دیو سماج اپنے دیو گورو بھگوان کو باہر نکالے اور ہمارے خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا مشاہدہ کرے ؛

سلسلہ احمدیہ کی خدمات — ناظر امور عامہ جماعت احمدیہ قادیان نے بہت سی قیمتی خدمات سرانجام دی ہیں از انجملہ ایک یہ ہے کہ کتاب ملٹری المانک (جس میں افسران فوج متعینہ ہندوستان کی آگاہی کے لئے تمام ضروری حالات ہندوستانی افواج و اقوام و مذاہب درج کیئے جاتے ہیں) میں اسلام کی بابت یہ خطرناک غلطی کی گئی ہے کہ لکھا ہے اسلام ہمیشہ ایک ظالمانہ مذہب رہا ہے اور عقیدۃً ہمیشہ غیر مذاہب سے برسر جنگ اس نے صرف دو ہی پہلو پیش کیئے ہیں اسلام یا موت۔

اسکی تصحیح کے لئے بذریعہ چٹھی ہز ایکسیلنسی کمانڈر انچیف آف انڈیا بالقابہ کو توجہ دلائی۔ اور قرآن مجید کی متعدد آیات سے اسلام کی صحیح تعلیم پیش کی جسمیں صاف مذکور ہے کہ دین میں کوئی جبر و اکراہ نہیں صرف مدافعت کیلئے ان لوگوں کے مقابلہ کی اجازت ہے جو مذہب کی آزادی چھیننے کیلئے برسر پیکار ہوں اور جو قومیں دینی امور کیلئے نہیں لڑتیں ان سے تعلقات معاونت رکھنے کی اجازت اور کسی قسم کی بے انصافی و بے اعتدالی نہ کرنے کی ہدایت ہے ؛ اس عرضداشت کے جواب میں آرمی ہیڈ کوارٹر جنرل سٹاف برانچ شملہ سے چٹھی پہنچی ہے کہ:۔ جن مضامین پر اعتراض کیا گیا ہے وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کثیر الازدواجی کی ضرورت یورپ میں

اپنی ایک تازہ اشاعت میں ہمعصر ٹائمز آف انڈیا یوں رقمطراز ہے:۔

"انگریزی میں ایک ضرب المثل ہے کہ Man propose God disposes یعنی بندہ کچھ چاہتا ہے مگر خدا کچھ اور کرتا ہے۔ خیر خواہاں نسواں کے ۱۹۲۱ کی سرگرمیوں کے متعلق یہ ضرب المثل بدیں صورت کہ Woman proposes God disposes خوب صادق آتی ہے۔ کہیں کہیں اس سرگرمی کی بعض قابل ذکر مثالیں پیش آئی ہیں۔ خاصکر پولیٹیکل حقوق کے متعلق تو یہ سرگرمیاں ابھی تک زوروں پر ہیں۔ ان انسانی کوششوں کے اثر کا ازالہ فعل الٰہی کر رہا ہے۔ تمام اعلیٰ تہذیب یافتہ ملکوں میں مردوں کی نسبت عورتیں زیادہ ہیں۔ اور جنگ نے مصیبت زدہ زائد از ضرورت عورتوں کی تعداد میں اور بھی زیادتی کر دی ہے۔ (چنانچہ یورپ میں عورتوں کی تعداد بہ نسبت مردوں کے ڈھائی کروڑ زیادہ ہے) اِن تکلیف دہ حالات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ایسی عورتوں میں سے بیشک ایک بڑی تعداد نے اپنے تئیں حتی الوسع مفید بنا لیا ہے۔ وہ خوب جانتی ہیں کہ ہم انسان ہیں اور بالقوہ مائیں ہیں اور ان میں سے ہزاروں دنیا کو اپنے ہم جنسوں اور اپنی اولاد کے لئے ایک بہتر رہنے کی جگہ بنانے کی کوشش کر رہی ہیں چپ ہو جانیکی وجہ سے انکے اس تکلیف کے احساس میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ سنہ ۱۹۱۴ء کے نوجوان کو گھر سے باہر جنگ پر جانا اسقدر شاق نہ تھا جتنا کہ ۱۹۱۸ اور ۱۹۲۸ کے درمیان کی نوجوان عورتوں کو یہ خیال کہ ہمیں مدت العمر مجرد رہنا پڑیگا۔ اگر بیس لاکھ بن بیاہی عورتوں کو گھر کی ضرورت ہے تو انہیں گھر خود بنانے چاہئیں۔ (یعنی خود روزی کمانے اور مستقل طور پر رہنے لگ جانا چاہیئے) اس سال نے جو ابھی گذرا ہے یہ دکھا دیا ہے کہ یہ امر نہایت مشکل ہے۔"

عیسائی ایڈیٹر جس بات کو مصیبت کہتا ہے یہ مصیبت عیسائیوں کی اپنی سہیڑی ہوئی ہے۔ وہ حالات کا ٹھیک استعمال کریں تو یہی مصیبت مبدّل بہ رحمت ہو جائیگی یعنی ان قوانین کو منسوخ کر دیں جو تعدد ازدواج کو روکتے ہیں تو یہی زائد از ضرورت عورتیں بجائے مصیبت کا باعث ہونے کے راحت کا سرچشمہ بن جائیں گی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کثیر الازدواجی جسے آجکل عیسائی قومیں جرم قرار دیتی ہیں اُن پاکباز لوگوں کا دستور رہا ہے جنہیں شرفِ مکالمۂ الٰہی بھی حاصل ہوا کرتا تھا اور جو ہمارے لئے نمونہ بنائے گئے۔

کثیر الازدواجی میں نقصان ہی کیا ہے اگر کسی کی پہلی بیوی کسی ناقابل علاج مرض میں گرفتار ہو تو کیا مرد اور بیاہ کرنیکے لئے اسے چھوڑ دے۔ کیا یہ ظلم نہیں؟ کیوں نہ اسے اجازت دیجائے کہ دوسری بیوی کرے اور پہلی کو گھر سے نہ نکالے کئی ایسے حالات پیش آجاتے ہیں کہ ایک بیاہے مرد کو اور نکاح کی ضرورت پیش آتی ہے اسے اس بات سے کیوں روکا جائے

کثیر الازدواجی کی اجازت قومی بہبودی کا ایک ذریعہ بھی ہوگی۔ مردوں کی تعداد میں جو کمی جنگ کی وجہ سے آگئی ہے اگر عیسائی اقوام اسکی تلافی کرنا چاہتی ہیں تو انہیں چاہیئے کہ کثیر الازدواجی پر عمل کریں۔ اسطرح نہ صرف بن بیاہی عورتوں کی بود و باش اور گذارے کا انتظام معقول ہو جائیگا۔ بلکہ شرح پیدائش میں جو خطرناک کمی واقع ہو گئی ہے اسکا بھی تدارک ہو جائیگا۔ اب وقت ہے کہ عیسائی اقوام تعدد ازدواج پر اعتراض جو صرف ایک جذبہ حیوانی کا نتیجہ ہے واپس لیں۔ کیونکہ اسی کے اختیار کرنے میں انکی پولیٹیکل سوشل بلکہ اخلاقی بہبودی ہے۔ اب جو بات ایک مصیبت معلوم ہوتی ہے اگر ہماری اس رائے پر عمل کیا جاوے تو کل وہی ایک رحمت نظر آئے گی۔ ورنہ وہ بتائیں کہ جو کئی کئی لاکھ عورتیں بحالت تجرد زندگی بسر کر رہی ہوں اس کا کیا علاج۔ چنانچہ قومی رپورٹ مدراس بحوالہ ایک واقف اسرار شخص رقمطراز ہے کہ خاص پیرس میں تین لاکھ عورتیں ایسی ہیں جو بے شوہر زندگی بسر کر رہی ہیں اور فرانس میں ایسی عورتوں کی تعداد تیس لاکھ ہے سوائے کثرۃ ازدواج کوئی ایسی پاکیزہ تدبیر نہیں جس پر عمل کرکے ہر قسم کے خطرات و نقصانات سے محفوظ رہ سکیں۔

بیں کہ ازکہ بریدی و بکدام ہوستی ۔

ہمارے مسلمان بھائیوں نے حضرت مسیح موعودؑ کو مصلح دور آخر تسلیم نہ کیا۔ مگر حالات سے مجبور ہو کر یہاں تک مضطر ہوئے ہیں کہ ایک ایسے شخص کو جو خود تسلیم کرتا ہے میں مورتی پوجا کا قائل ہوں اور بتوں کا معتقد اپنا رہنما۔ اپنا نجات دھندہ تسلیم کر رہے ہیں۔ مسٹر گاندھی کو کوئی امام مہدی کہتا ہے کوئی اس زمانہ کی ضرورت کا پیغمبر اور کوئی مسیح ناصری کا مثیل۔ اُمت محمدیہ کا ایک فرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کرے تو کافر ہے۔ مگر اُمتِ محمدیہ سے باہر رہنے والے ایک مشرک کو مثیل مسیح کہا جائے تو حرج نہیں۔ بلکہ یہاں تک غلو کیا جائے کہ انیس سو سال میں مظلومی کی واحد نظیر بنا دیا جائے اور بے دھڑک کہا جائے ع اِک دھوم مچ گئی کہ مسیحا وہ آ گئے۔ اِدھر مولوی عبد الباری صاحب فرنگی محل والے پکار اُٹھے۔

مسٹر گاندھی

عمرے کہ بآیات و احادیث برفت رفتیم و نثار بُت پرستے کردیم

معزز ناظرین یہ نہ سمجھیں کہ صرف ہندوستان والے ایسا کہ رہے ہیں۔ نہیں۔ بلکہ بلادِ اسلامیہ خصوصاً سرزمین قدس شام (الارض التی بارکنا حولها) میں بھی ایسے خوش عقیدہ لوگ ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں ایک مقدمہ عدالت سوریہ میں درپیش ہے۔ ڈاکٹر عبد الرحمٰن اپنے بیان میں جج سے عرض کرتا ہے :-

اسمح لی یا حضرت الرئیس ان اقول بانی لم اناد المستر کرائن بلفظة یا حضرة المندوب۔ ولکننی کنت القبہ بالرسول الامین ومعنی الرسول فی لغتنا الکریمة ہو ما یرسل من السماء بمہمة سعیدة الی الخلق وانا اعتقد ان المستر کرائن کان رسولاً نبیا جاء لیخفف اوجاعنا والامنا۔

مجھے یہ عرض کرنے کی اجازت دیجئے کہ مَیں نے مسٹر کرائن کو یا حضرت المندوب نہیں کہا بلکہ مَیں تو اسے رسول امین سے خطاب کرتا ہوں۔ اور ہماری زبان میں رسول سے وہ شخص مراد ہے جو آسمان سے کسی نیک مہم کے سرانجام دینے کیلئے (اصلاح) خلقت کی طرف بھیجا جائے اور مَیں اعتقاد رکھتا ہوں کہ مسٹر کرائن رسول اور نبی ہیں جو ہمارے دُکھوں اور مصیبتوں میں تخفیف کرنے کے لئے آئے ہیں۔ (اخبار البیان نیویارک ۱۴ رمضان ۱۳۴۰ھ)

دیکھئے مسلمانان شام کا نمائندہ جو ملک و ملت پر قربان ہو گیا اور جو انکا ہیرو اور شہید ہے۔ مسٹر کرائن کو رسول امین تسلیم کرتا ہے اور پھر لفظ رسول کی تشریح بھی کر دی ہے تاکہ کسی قسم کا ابہام نہ رہے بلکہ رسول کے ساتھ نبی کا لفظ بھی ملا دیا ہے۔ یہ ہے مسلمانوں کی حالت۔ مصیبتوں کے پہاڑ ان پر ٹوٹ پڑے اور وہ کچھ ایسے ہوش و حواس باختہ ہو چکے ہیں کہ نہیں سمجھتے وہ کیا کر رہے ہیں اور کیا کہ رہے ہیں اللہ تعالیٰ انکو ہدایت بخشے۔ تا وہ اپنے حقیقی ہادی اور سچے مصلح کو پہچانیں۔ اور ایسی ایسی باتیں مُنہ سے نہ نکالیں۔ جو انہیں دنیا و آخرت میں سواد الوجہ اور وقود النار بنائیں ؁

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعودؑ قادیانی

اور

واعظ لکھنؤ کی ژولیدہ بیانی

رسالہ الواعظ لکھنؤ ماہ مئی میں سید محمد احمد کا مضمون بعنوان "ایک نئے متنبی کی تحقیق" شایع ہوا ہے اس میں راقم مضمون نے سیدنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ مسیحیت کو غلط ٹھہرانے کے لئے یوں بُنیاد قائم کی ہے۔ کہ اس دعویٰ کا صغریٰ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔ اور کبریٰ یعنی حضرت مسیح موعودؑ میں ان نشانات کا پایا جانا جو موعود کے لئے ضروری قرار دئے گئے ہیں۔ دونو غلط ہیں۔ پس نتیجہ بدیہی البطلان ہے۔

قضیہ اولیٰ کی تردید میں آپ یوں رقمطراز ہیں "حالانکہ اوّلاً تو حضرت عیسیٰ کی موت ہی واقع نہیں ہوئی

قرآن مجید سے وفات مسیحؑ کا ثبوت

اس کے جواب میں واضح ہو کہ قرآن مجید حضرت عیسیٰ کا قول ذکر فرماتا ہے۔ وکنت علیھم شھیدًا مادمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم (مائدہ آخری رکوع) جب تک میں اُن میں تھا۔ ان کا نگران رہا۔ ان میں تثلیث نہیں پھیلی۔ جب تُو نے میری رُوح قبض کی تو پھر تو خود نگران تھا۔ اس کے بعد مجھے علم نہیں ؁

یہ آیت بتاتی ہے کہ تثلیث کا عقیدہ عیسائیوں میں پایا جانا اس بات کا ثبوت ہے کہ وفات مسیح واقع ہو چکی۔ کیونکہ عقیدہ تثلیث کا پھیلنا مسیح کی توفّی کے بعد ہے ؁

لفظ توفّی اور قرآن مجید

تمام قرآن مجید کو الحمد سے والناس تک پڑھ جاؤ۔ جہاں کہیں لفظ توفی باب تفعل سے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ فاعل ہو۔ اور ذی رُوح مفعول ہو بغیر قرینہ کے سوائے قبض رُوح کے استعمال ہی نہیں ہوا۔ اور اگر کوئی اس کے برخلاف ثابت کر سکے۔ تو اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئی ہزار روپیہ انعام بھی مقرر فرمایا ہے۔ ان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ ؁

آنحضرت صلعم فلما توفیتنی کے کیا معنے سمجھے

جس ذات بابرکات کے متعلق اللہ جل شانہٗ کا فرمان ہے وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الرحمٰن علم القرآن ۔ وہ بھی توفیتنی کے معنے موت ہی فرماتے ہیں ۔ حدیث میں ہے ۔ عن ابن عباس انه یجاء برجال من اُمّتی فیوخذ بهم ذات الشمال فاقول یارب اصحابی فیقال انک لاتدری ما احدثوا بعدک فاقول کما قال العبد الصالح عیسی بن مریم وکنت علیهم شهیداً مادمت فیهم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم وانت علیٰ کل شیء شهید (بخاری جلد ۲ کتاب التفسیر باب ماجعل الله من بحیرة) اس حدیث میں قیامت کے دن اپنا اور مسیح کا ایک ہی قول ایک ہی مقولہ ٹھہرایا ہے ۔ اب جو معنے توفیتنی کے آپ کے لئے لئے جائیں گے ۔ وہی عیسیٰ کے لئے لینے چاہئیں

توفی اور لغت عرب

لغات عرب میں بھی جہاں کہیں توفی باب تفعل سے استعمال ہوا ہے وہاں سب جگہ بمعنی قبض روح مستعمل ہوا ہے ۔ دیکھئے توفی الله ای قبض روحہ (صراح) توفاه الله ای ادرکته الوفاة (اساس) توفی الله زیداً قبض روحه (قاموس) توفی فلان اذا مات (تاج العروس) توفی الله ای قبض نفسه (لسان العرب) توفی الله ای قبض روحه (صحاح جوہری)

حدیث سے اور ثبوت

پھر حدیث شریف میں صاف لکھا ہے ۔ عن عائشة ان النبی صلی الله علیه وسلم قال فی مرضه الذی توفی فیه لفاطمة ان عیسیٰ بن مریم عاش عشرین ومائة سنة (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۲۰)

ایک اور حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لیلۃ المعراج عیسیٰ کو مُردوں میں دیکھا ؞

اجماع صحابہ وفات مسیح پر

پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام کا اسی پر اجماع ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کے تمام رسول فوت ہو چکے ہیں ۔ کیونکہ حضرت ابوبکر رضؓ نے حضرت عمر رضؓ کے استدلال کو توڑنے کے لئے آیت وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل کو تلاوت فرمایا ۔ اس پر حضرت عمر رضؓ ساکت ہو گئے مفصل دیکھو (مسند امام ابوحنیفہ صفحہ ۸ مطبوعہ مطبع محمدی دہلی) اس خطبہ سے دو استدلال ہوتے ہیں ۔ اوّل یہ کہ تمام صحابہ رضؓ نے حضرت مسیح ؑ کو وفات یافتہ تسلیم کیا ۔ ورنہ حضرت ابوبکر رضؓ کا استدلال درست نہ ہو سکتا تھا ۔ اور نہ ہی حضرت عمر رضؓ جیسا فہیم انسان خاموش رہ جاتا ۔

دوم یہ کہ آیت وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل میں کیا موسیٰ ؑ کیا عیسیٰ ؑ سب انبیاء بلا استثناء شامل ہیں ؞

قیاس سے بھی وفات مسیح ثابت ہوتی ہے

چوتھا درجہ قیاس کا ہے ۔ سو بدیہی بات ہے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض کے مطابق حیاتِ مسیح سے یہ لازم آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسے مفید وجود نہ تھے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ اور یہ باطل ہے۔ نیز خدا کی قدرت پر حرف آتا ہے کہ اُمتِ محمدیہ میں اس فضیلت کا انسان نہ پیدا ہو سکتا تھا۔ اسلئے خدا نے اسی مسیح ناصری کو بے کار آسمان پر زندہ رکھ چھوڑا۔ کہ بوقتِ حاجت کار آید ؎

پس ان آیات بیّنات اور حجج قاطعہ علی وفات المسیح کے باوجود کہنا کہ حضرت عیسیٰ کی وفات واقع ہی نہیں ہوئی۔ اگر دھوکہ دینا نہیں تو دھوکہ کھانا ضرور ہے ؎

رجوع الموتیٰ الی الدنیا محال ہے

پھر راقم مضمون نے اس بات کو فرض کر کے کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ یہ لکھا ہے :-

"اور اگر بفرضِ محال اور بغرضِ خلافت موت، کا وقوع ہونا تسلیم بھی کر لیا جائے۔ تو بھی اعادہ معدوم کا محال ہونا قابلِ اختلاف ہے"

عقلمند انسان! جب قرآن اور حدیث نے بہ بیان واضح بتا دیا کہ وفات یافتہ انسان کبھی دوبارہ دنیا میں نہیں آتا۔ تو یہ کہنا کہ اس میں کونسا محال لازم آتا ہے۔ کہاں کی دانشمندی ہے۔ بھلا اس سے بڑھ کر کونسا محال لازم آئیگا کہ قرآن اور حدیث کو غلط ٹھہرانا پڑتا ہے۔ ملاحظہ ہوں یہ آیات قرآنی

اوّل۔ وحرام علےٰ قریۃ اھلکنٰھا انھم لا یرجعون (انبیاء رکوع ۷) یعنی جو بستی ایک دفعہ ہلاک ہو گئی۔ ان پر واجب ہے۔ کہ وہ دوبارہ رجوع الی الدنیا نہ کریں ؎

دوم۔ الم یروا کم اھلکنا قبلھم من القرون انھم الیھم لا یرجعون (پارہ ۲۳ ع ۲)

سوم۔ فلا یستطیعون توصیۃ ولا الی اھلھم یرجعون (پارہ ۲۳ رکوع ۳)۔ جب موت آئیگی۔ تو نہ وصیت کر سکینگے۔ اور نہ دوبارہ اپنے اہل و عیال میں جا سکینگے ؎

چہارم۔ فیمسک التی قضیٰ علیھا الموت (پارہ ۲۴ ع ۵)۔ جس نفس پر موت کو وارد کرتا ہے۔ پھر اس کو دنیا میں بھیجنے سے روکتا ہے ؎

پنجم۔ من وراءھم برزخٌ الی یوم یبعثون (پارہ ۱۸ ع ۱۶) اور یوم بعثت تک ان کے آگے روک ہے۔ وہ دنیا میں نہیں آ سکتے۔

ایسی کھُلی کھُلی آیات کے ہوتے ہوئے کونسی عقل عدم رجوع موتیٰ کو "قابلِ اختلاف" کہہ سکتی ہے۔

اب ملاحظہ ہوں احادیث :-

حدیث کی شہادت عدم رجوع الموتیٰ پر | عن جابر قال لقینی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فقال… احیی اباك فکلمہ کفاحًا قال یاعبدی تمنّ علیّ اعطك قال یارب تحیینی فاقتل فیك ثانیةً قال الرب تبارك وتعالیٰ انہ قد سبق منی انھم لا یرجعون۔ رواہ الترمذی

(مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۹) رسول خدا جابرؓ سے فرماتے ہیں کہ خدا نے تیرے باپ کو زندہ کر کے فرمایا۔ مانگ جو مانگتا ہے۔ میں تجھے دونگا۔ لیکن جب اُس نے عرض کیا کہ مجھے اپنی راہ میں شہید ہونے کے لئے دوبارہ زندہ کر۔ تو فرمایا یہ نہیں ہوگا یہ میرے قول سابق کے خلاف ہے۔

پھر مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۰ میں ابی السائب کی لمبی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اذھبوا فادفنوا صاحبکم (رواہ مسلم) اب اگر مُردے زندہ ہو سکتے۔ تو آپ دُعا ہی فرمادیتے قرآن واحادیث کی شہادت کے باوجود کون مسلمان رجوع موتیٰ کا قائل ہو سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ اور علامات موعود۔

پھر راقم مضمون نے حضرت مسیح موعود کے دعاوی کی انکار کی یہ وجہ قرار دی ہے کہ آپ میں صفات وعلامات موعود نہیں پائی جاتیں۔ اور ان تمام میں سے آپ کو صرف دو مندرجہ ذیل نشانیوں کے پورا نہ ہونے کا شکوہ ہے

پہلی نشانی اور حضرت مسیح موعودؑ

پہلی نشانی جو آپ کے خیال میں پوری نہیں ہوئی۔ یہ ہے کہ "یکسر الصلیب" یعنے مسیح موعود صلیب کو توڑے گا۔ اسپر رقمطراز ہیں کہ:۔

"اس حدیث کے مصداق مرزا صاحب کسی طرح نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ نہ تو جناب مرزا صاحب نے صلیب کو توڑا۔ اور نہ درحقیقت وہ ابن مریم ہو سکتے ہیں"

معترض کا غلط استدلال

راقم مضمون نے مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۹ کا حوالہ دیا ہے۔ اور اسی حدیث کے بین السطور حاشیہ کو عمداً نظر انداز کر دیا ہے۔ جو یہ ہے:۔ ای فیبطل النصرانیة ویحکم بالملة الحنیفة فالصلیب خشبان متقاطعان (کسر صلیب کا مطلب ہے نصرانیت کا ابطال اور ملت حنفیہ کے مطابق حکم دینا) اسی طرح دیگر شراح حدیث نے بھی اس کی شرح میں یہ تحریر کیا ہے کہ یبطل دین النصرانیة بالحجج والبراھین قالہ الطیبی وغیرہٗ یعنے یکسر الصلیب کے یہ معنے ہیں کہ وہ نصرانیت کو دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے پاش پاش کریگا۔

کیا حضرت مرزا صاحب نے کسر صلیب کی ہے۔

اب صرف یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ مانا کسر صلیب کے یہی معنے ہیں لیکن کیا ان معنوں سے بھی حضرت صاحب نے کسر صلیب کی ہے۔ سو یاد رہے۔ کہ عیسائیت کی بُنیاد کفارہ پر ہے۔ اور کفارہ بدون حضرت مسیح کی صلیبی موت کے متحقق نہیں ہو سکتا۔ تو جب حضرت صاحب نے اس بُنیاد کو ہی باطل کر دیا۔ اور ان کی مسلمہ کتب سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ثابت کر دکھلایا۔ کہ حضرت مسیح صلیبی موت سے نہیں مرے۔ بلکہ زندہ اتر آئے۔ اور پھر اپنی طبعی موت سے فوت ہوئے۔ تو عیسائیت کا بنیادی پتھر پاش پاش ہو گیا

حضرت صاحب ابن مریم نہیں

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ مرزا صاحب ابن مریم نہیں۔ لہذا آپ مسیح موعود نہیں۔ یہ اعتراض اس لئے قابل وقعت نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خود اُمت محمدیہ کو بشارت دی ہے۔ کہ ان میں ایسے اوصاف سے متصف ہونیوالے پیدا ہوں گے۔ جیسے کہ وہ سورہ تحریم میں فرماتا ہے :۔ وضرب اللہ مثلا للذین اٰمنوا امراۃ فرعون اذ قالت رب ابن لی عندک بیتاً فی الجنۃ ونجنی من فرعون وعملہ ونجنی من القوم الظالمین۔ ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجہا فنفخنا فیہ من روحنا وصدقت بکلمٰت ربہا وکتبہ و کانت من القانتین۔ یعنی مومن مریم صفت ہونگے۔ اور جس میں کلام الٰہی کے نزول کا امتیاز ہوگا وہ ابن مریم کہلائیگا۔ پس حضرت مسیح موعود انہی معنوں سے ابن مریم ہیں۔ جن کے رو سے قرآن مجید نے اُمت محمدیہ کو بشارت دی تھی ؁

دوسری نشانی اور حضرت مسیح موعودؑ

دوسری نشانی مدعی مسیحیت کی جو حضرت مسیح موعود کی ذات بابرکات پر معترض کے نزدیک صادق نہیں۔ وہ یہ حدیث ہے۔ ینزل عیسٰی ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمساً واربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسٰی ابن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر

اس اعتراض پر مختصر نظر

سب سے اول یہ جاننا چاہیئے۔ کہ اس کو ابن جوزی نے روایت کیا ہے اور ابن جوزی مکفر غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ ہیں نیز علامہ زرقانی کتاب جلد ۸ صفحہ ۲۴۹ پر اس حدیث کی نسبت لکھتے ہیں۔ واللہ اعلم بصحتہ۔

دوم ۔ اس حدیث کے معنوں میں بہر حال تاویل کرنی پڑیگی ۔ ورنہ فی قبری اور من قبر واحد کے مفہوم کو علی الاطلاق صادق لانے کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کا سینہ چاک کیا جائیگا۔ اور جب اس اعتراض سے بچنے کے لئے قبر کی تاویل مقبرہ سے کی جاتی ہے۔ حالانکہ من قبر واحد بھی آپ نے فرمایا ہے۔ تو کیا ہمارا حق نہیں کہ ہم اس ظاہری قبر سے بدلکر قبر حقیقی مراد لیں۔ جس کی طرف اللہ تعالیٰ کا قول ثم اماتہ فاقبرہ اشارہ کر رہا ہے۔ یعنے یہ مٹی کی قبر مراد نہیں۔ بلکہ وہ قبر مراد ہے۔ کہ جس میں انسانی روح کو رکھا جاتا ہے۔ اور پھر مٹی کی قبر میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود بھی نہیں ہیں۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے۔ کہ میں چالیس دن سے زیادہ قبر میں نہ ٹھہرونگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئینگے۔ اور وہ (فرض کیا) آپ کے روضۂ مبارک میں دفن کئے جائیں تو بھی یدفن معی کا معنی صادق نہیں آسکتا۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو وہاں موجود ہی نہیں پس اس حدیث کو اگر صحیح مانا جائے۔ تو سوائے اس کے اور کوئی معنے نہیں ہوسکتے۔ کہ حضرت مسیح آنحضرت صلعم کی اس قبر میں آپ کے ساتھ ہونگے۔ جس قبر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسوقت تشریف فرما ہیں۔ تدبروا ان کنتم صالحین۔ نیز یہ امر بھی قابل غور ہے۔ کہ جب حضرت عمر رضؓ نے حضرت عائشہ رضؓ سے اس مقبرہ میں دفن ہونے کی اجازت چاہی۔ تو انھوں نے فرمایا۔ کنت اریدہ لنفسی ولاوثرنہ الیوم علے نفسی۔ جس کی بناء پر علامہ فتح الباری لکھتے ہیں :۔ قول عائشہ رض فی قصۃ عمر...... یدل علے انہ لم یبق الا موضع قبر واحد۔ یعنی وہاں ایک ہی قبر کی جگہ باقی ہے۔ عیسیٰ بن مریم ؑ کی گنجایش ہی نہیں۔ باقی اس حدیث میں جو لفظ ینزل ہے۔ اس سے ہرگز دھوکا نہ کھانا چاہیئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔ وان من شئ الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم۔ یعنے ہر ایک چیز کے خزانے رکھتے ہیں۔ اور بقدر معلوم اس کو نازل فرماتے ہیں۔ .... پس معلوم ہوا۔ کہ لفظ نزول آسمان سے آنے کے لئے نہیں ہے۔ فاندفع الشک اس ماذکر کے بعد۔ پھر راقم مضمون نے پراگندہ طور پر چند باتیں تحریر کی ہیں۔ ناظرین کی دلچسپی کے لئے ان پر بھی ایک سرسری نظر کرتا ہوں ؎

پہلی بات آپ نے پہلی بات یہ پیش کی ہے کہ توفّی کے معنے پورا لینے کے بھی ہیں۔ اور حقیقی معنے یہی ہیں مجازاً موت پر بولتے ہیں۔ اور اس کی دلیل میں توفّی بمعنے تمام گرفتن حق اور توفاہ بمعنی اعطاہ وافیا" اور توفیت مالی ای قبضتہ" کو پیش کیا ہے ؎

ناظرین! ہم انصاف آپ کے اُوپر ہی چھوڑتے ہیں۔ کہ کیا یہ مثالیں لفظ انی متوفیک یا فلما توفیتنی کے معنوں کو حل کرسکتی ہیں۔ جبکہ متنازعہ فیہ لفظ کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے۔ اور ان مثالوں میں اللہ تعالیٰ فاعل نہیں۔ اور اسی طرح اس آیت میں مفعول ذی رُوح (حضرت مسیح علیہ السلام) ہے۔ لیکن توفیت مالی اور دوسری مثالوں میں مفعول ذی رُوح نہیں۔ پس یہ قیاس مع الفارق ہے ؎

دوسری بات راقم مضمون نے دوسری بات یہ بیان کی ہے۔ کہ یہ عقیدہ سوائے حضرت مرزا صاحب کے کسی نے اختیار نہیں کیا۔ اگرچہ اس اعتراض سے ہمارے دعویٰ پر کوئی شبہ نہیں پڑسکتا کیونکہ یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ لیکن دراصل یہ دعویٰ بھی سرے سے باطل ہے۔ کیونکہ متقدمین میں سے بھی بہت سے محققین یہی عقیدہ رکھتے رہے ہیں۔ سُنئے سب سے پہلے صحابہ کرام نے اس عقیدہ کو اختیار کیا جبکہ وہ حضرت ابوبکر رضؓ کے استدلال وما محمد الا رسول سے ساکت وخاموش ہوگئے ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوم۔ امام بخاری رض نے لفظ متوفیک کے معنی ممیتک اپنی کتاب میں لاکر وفات مسیح کا اقرار فرمایا ہے۔

سوم۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مسند امام میں حضرت ابوبکر رض کے خطبہ کو بیان کر کے اپنے عقیدہ وفات مسیح پر دلیل قائم کی۔

چہارم۔ صاحبین نے سکوت اختیار کر کے اس پر مہر کر دی اور دیگر ائمہ نے بھی ایسا ہی کیا کالشافعی احمد بن حنبل۔

پنجم۔ ابن حزم نے وفات مسیح کو مانا ہے (جلالین مع کمالین صفحہ ۱۰۸ حاشیہ بین السطور مطبع مجتبائی دہلی۔

ششم۔ اکثر صوفیہ کا یہی مذہب ہے کہ مسیح موعود کا بروز کے طور پر نزول ہوگا اقتباس الانوار۔

ہفتم۔ حضرت فاطمہ فرماتی ہیں وان عیسے ابن مریم عاش عشرین ومائة یعنی حضرت عیسیٰ ۱۲۰ سال عمر پاکر فوت ہوئے ہیں کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۱۲۰

ہشتم۔ حضرت عائشہ صدیقہ رض نے گواہی دی کہ حضرت مسیح کی عمر ۱۲۰ سال تھی (زرقانی جلد ا صفحہ ۴۲)

نہم۔ ابن جریر جلد ۳ صفحہ ۱۰۹ میں صاف لکھا ہے قد مات عیسے

دہم۔ حافظ لکھو کے والا لکھتا ہے "جو ہیں پیغمبر گذرے سارے زندہ رہیا نہ کوئی" (تفسیر محمدی جلد ا صفحہ ۳۲۰) پیغمبروں میں حضرت عیسیٰ بھی ہیں۔

یازدہم۔ مشہور بزرگ نواب صدیق حسن خان فرماتے ہیں ثابت در احادیث نبویہ رفع او بعمر یکصد و بست سال است چنانکہ طبرانی وحاکم در... یک از عائشہ آوردہ اند الخ حجج الکرامة صفحہ ۴۲۸

دوازدہم۔ ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں در حدیث موثق از حضرت امام رضا منقول است زیرا کہ او را زندہ از زمین ببالا بردند و روح او را در میان آسمان و زمین قبض کردند (حیات القلوب جلد اول باب ۲۸ صفحہ ۱۰۷)

سیزدہم۔ عقیدہ فخر المحدثین محقق ابن بابویہ قمی۔ و نزول او بزمین زندہ شدن بعد از مرگ است زیرا کہ حق فرمودہ انی متوفیک ورافعک الی (حق الیقین صفحہ ۱۴۲)

چاردہم۔ بہت سے علماء شیعہ جن کی تحریروں کے عکس تشحیذ و ریویو میں چھپ چکے ہیں۔

اور بھی ہزارہا بزرگ ظاہر و مستور گذرے ہیں جن کا یہی عقیدہ تھا لیکن چونکہ سید صاحب کا دعویٰ ان میں سے ایک سے بھی غلط ہو جاتا ہے۔ پس اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

تیسری بات

آپ نے تیسری غلط بیانی یہ کی ہے۔ کہ لکھا ہے:۔ "جب انہیں کتابوں (بخاری شریف و مسلم وغیرہ) میں سے کوئی روائیت یا حدیث ان کے مخالف پیش کی جاتی ہے۔ تو جواب میں یہ ارشاد ہوتا ہے۔ کہ ہم اس کو نہیں تسلیم کرتے یا یہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت مرزا صاحب کو الہام ہو چکا ہے۔ کہ یہ روایت غلط اور ناقابل قبول ہے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جناب من! ایک بھی ایسی صحیح حدیث پیش کریں۔ کہ جس کو ہم رد کریں یا کیا ہو۔ ہمیں تو یہی ارشاد ہے سہ

کیوں چھوڑتے ہو لوگو! نبی کی حدیث کو۔ جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو۔ بشرطیکہ وہ حدیث ثابت ہو جائے اور حدیث صحیح کے پرکھنے کے لئے آنحضرت صلعم نے یہ معیار بتلایا ہے۔ کہ میرے کلام کو کلام اللہ پر عرض کرو اگر مطابق ہو تو میرا ہے ورنہ نہیں۔

پس جناب کو گوش ہوش سے سن لینا چاہیئے کہ ہم کسی حدیث کو رد نہیں کرتے۔ یہ محض افترا ہے۔ پھر آپنے لکھا ہے۔ کہ مرزا صاحب کے الہام سے رد کر دیتے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے البتہ یہ صحیح ہے کہ خدا کا کلام کسی راوی کے غیر مصدق بیان سے ضرور مقدم ہے۔

چوتھی بات

چوتھی بات راقم مضمون نے یہ لکھی ہے۔ کہ ابن عباس کے معنی متوفیک ممیتک کو تم تسلیم کرتے ہو تو تقدیم و تاخیر بھی مانو۔ حالانکہ ہم متوفیک ای ممیتک کو مطلقاً حضرت ابن عباسؓ کے کہنے سے نہیں مانتے بلکہ مزید تائید کے لئے یہ قول پیش کرتے ہیں کہ توفی کے معنی لغت عرب میں موت ہی کے ہیں جبھی تو ابن عباسؓ یہ معنی کرنے پر مجبور ہوئے اور بقول آپکے پھر تقدیم و تاخیر کا قائل ہونا پڑا۔

تقدیم و تاخیر فی القرآن اصلاح قرآن ہے

ہم اس تقدیم و تاخیر کو اس لئے تسلیم نہیں کرتے۔ کہ قرآن مجید اس حکیم کا کلام ہے جس سے بڑھ کر کوئی حکیم نہیں ہو سکتا۔ کیا نعوذ باللہ قرآن کریم میں غلطی رہ گئی تھی جو اس کو درست کرنے کے لئے تقدیم و تاخیر رکھی گئی ہے خدا تعالیٰ کے کلام میں تقدیم و تاخیر کرنا اس کے کلام کے احسن نظام کو بگاڑنا ہے۔ پھر اسلئے بھی یہ تقدیم و تاخیر قابلِ قبول نہیں کہ آنحضرت صلعم نے ابدء بما بدء اللہ بہ فرما کر بتا دیا۔ کہ قرآن کریم میں تقدیم و تاخیر کرنا جائز نہیں۔

ابن عباسؓ کی تقدیم و تاخیر پر سرسری نظر

صاحب مضمون نے تنویر المقباس سے اس آیت کی یوں ترتیب بیان کی ہے۔ انی رافعک الی ومطھرک (منجیک) من الذین کفروا (یک) وجاعل الذین اتبعوک (اتبعوا دینک) فوق الذین کفروا (بالحجۃ والنصرۃ) الی یوم القیامۃ ثم متوفیک (قابضک بعد النزول) لیکن افسوس ہے کہ یہ ترتیب بھی درست نہیں ثابت ہو سکتی۔ اوّل اس لئے کہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ حضرت مسیح کو یہود سے بعد میں نجات ملی ہے اور رفع پہلے ہو گیا حالانکہ نجات پہلے ملی اور رفع بعد میں ہوا (بقول انکے) دوم۔ اس ترتیب کے لحاظ سے پھر حضرت مسیح کی موت کا کوئی وقت نہیں بنتا کیونکہ متوفیک کو الیٰ یوم القیامۃ کے بعد رکھا ہے جس کے یہ معنی ہوئے کہ انکی وفات بعد از قیامت ہوگی ٭

ابن عباسؓ کی تفاسیر کے متعلق مفسرین کی رائے

ابن عباسؓ کی روایات میں بہت لوگوں نے غلطی کھائی ہے جیسا کہ امام سیوطی صاحب اپنی تفسیر اتقان میں فرماتے ہیں ھذہ التفاسیر الطوال التی اسندھا الی ابن عباس غیر مرضیۃ ورواتھا مجاھیل۔ اتقان جلد ۲ صفحہ ۱۸۸ پس حضرت ابن عباس کی روایات میں سے وہی روایت قابل قبول ہے جو کہ قرآن اور حدیث کے مطابق ہو ٭

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روحانی جسمانی علاج

سُرمہ نور البصر۔ دھند۔ غبار۔ پانی بہنا۔ کمی نظر۔ سفیدی۔ رتکہ وغیرہ تمام امراض کیلئے مفید ہے۔ اسکے چندروز کے استعمال سے انشاءاللہ عینک۔ پہننے والوں کو عینک کی ضرورت نہ رہیگی۔ قیمت فی پڑیہ ۶ر

نگروں کی دوائی۔ یہ موذی مرض آجکل عام طور پر پھیل رہا ہے۔ صرف چار دفعہ کے استعمال سے خواہ کتنے ہی پرانے نگرے ہوں انشاءاللہ افاقہ ہوجائیگا۔ قیمت فی پڑیہ ۶ر

بچوں کی صرع یعنی مرگی کی دوائی۔ جسکے ایک دو دفعہ کے استعمال سے بفضلِ خدا بالکل رفع ہوجاتی ہے جسکو مرگی بکثرت دن میں کئی بار پڑتی ہو۔ وہ جلد اچھا ہوجاتا ہے۔ اور جسکو دیر سے پڑتی ہو اس کا اندازہ نہیں لگایا جاتا۔ قیمت ۸ر

علاج درد شقیقہ و درد عصابہ } بغیر تکلیف تین منٹ میں درد شقیقہ رفع ہوجاتا ہے۔ انشاءاللہ قیمت فی شیشی ۸ر

سلسلہ احمدیہ کی جدید فہرست کتب چھپکر طیار ہوگئی ہے

احباب پتہ ذیل سے مفت منگوالیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر ایک پرانے مخالف سلسلہ کی شہادت } مولوی محمد حسین بٹالوی نے براہین احمدیہ پر ایک زبردست ریویو کیا۔ جسمیں حضرت اقدسؑ کی صداقت پر دلائل مخالفین علماء کے اعتراضوں کا جواب ہے۔ رسالہ اشاعۃ السنہ سے نقل کرکے قریباً ڈیڑھ سو صفحات پر شائع ہوا ہے۔ قیمت ۸ر

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ یہ حضرت مسیح موعودؑ کی دو شاندار تقریریں جسمیں نماز روزہ حج زکوٰۃ کی فلاسفی اور اپنے دعاوی کے متعلق دلائل اور شواہد ہیں ۴ر

تفسیر خزینۃ العرفان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فرمودہ تمام تفسیر ایک جگہ جمع کی گئی ہے پہلے تین پاروں کے متعلق طیار ہے۔ قیمت ۱۲ر اگلی طیار ہورہی ہے انشاءاللہ ۴ دہ پارہ کی تفسیر بقرعید تک شائع ہوجائیگی

کتاب گھر قادیان

یہ رسالہ ہر مہینے کی پانچ تاریخ قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نوٹ۔ کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی کافوری جنتری ۱۹۲۳ء کی نہایت خوبصورت اعلیٰ درجہ کے چکنے کاغذ پر چھپی ہے اور بلا قیمت و محصولڈاک قدردانوں کے پاس بھیجی جاتی ہے اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ پر دس متفرق جگہ کے لکھے پڑھے اشخاص کے نام اور پورا پتہ لکھ کر بھیج دیجئے جنتری بواپسی ڈاک آپکی خدمت میں روانہ کردی جائیگی۔

سینی لائن

خونی بواسیر اور خون بند کرنے کی دوا یہ خوشبودار بے ضائقہ دوا چند بوٹیوں سے بنی ہے اور خون بند کرنے میں بے مثل ہے۔ ناک سے خون جاتا ہو تو تھوڑا یہ عرق سونگھ لینے سے اسی وقت بند ہو جاتا ہے مسوڑھوں سے اگر خون جاری ہو تو سادی مقدار سے گرم پانی میں عرق ملا کر روز کلی کرنے سے مسوڑھے سخت ہو جاتے ہیں اور خون بند ہو جاتا ہے۔ منہ کے راستہ یا بلغم کے ساتھ خون جاتا ہو تو اس دوا کے استعمال کرنے سے فوراً ہی آرام ہو جاتا ہے قیمت مع پچکاری ۱۰ ؍ محصولڈاک بردو ۱۱؍

پرانے ملیریا بخار کی گولیاں

چار یا پانچ ہی خوراک میں بخار بند ہو جاتا ہے لرزہ۔ بخار پرانا ہو جانے پر باری سے نہ آکر دن رات تھوڑا بہت چڑھا رہتا ہے جسم کا خون پانی سا ہو جاتا ہے اور آدمی کا رنگ پھیکا پیلا ہو جاتا ہے تھوڑی محنت سے کلیجہ کانپتا ہے سانس پھولتی ہے کھانے کی خواہش و قوت بہت ہی گھٹ جاتی ہے تلی و کلیجہ کے بڑھنے سے پیٹ نکل آتا ہے کبھی منہ اور ہاتھ پیر و پاؤں ورم آجاتا ہے اور زندگی وبال ہو جاتی ہے ایسی حالت میں یہ گولیاں فائدہ کرتی ہیں۔ قیمت جو بیس گولیوں کی ڈبیہ ۱۰ ؍ محصول وغیرہ ۶؍

دوائیوں کے تیل

مذکورہ ذیل دوائیوں کے تیل دو تین بوند پاؤ آدھ سیر دوا کے فائدہ دیتے ہیں اور کوٹنے پیسنے کی تکلیف سے بھی بچتے ہیں اور آسانی سے پی سکتے ہیں۔

(۱) روغن صندل۔ سوزش کیلئے نہایت مفید ہے۔	قیمت ۴؍	محصول ایک سے چار شیشی تک	۶؍
(۲) اجوائن کا تیل قے بدہضمی کیلئے ایک ہی دوا ہے۔	۸؍	"	۶؍
(۳) روغن سونٹھ یہ بھوک بڑھاتا ہے اور ریاح کو خارج کرتا ہے۔	۱۲؍	"	۶؍
(۴) روغن سونف۔ پیٹ پھولنے اور دست وغیرہ کیلئے مفید ثابت ہوا ہے	۶؍	"	۶؍
(۵) روغن دار چینی۔ یہ دارچینی کے ملائم چھلکوں سے بنا ہے اور نہایت خوشبودار ہے	۸؍	"	۶؍
(۶) روغن لونگ۔ متلی اور ریاح کو رفع کرتی اور درد شکم و بدہضمی کو مفید ہے	۶؍	"	۶؍

ڈاکٹر ایس۔ کے۔ برمن نمبر ۵ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ